



پالیسی



پالیسی کے مقاصد

- تعلیم
- ترقی
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
- تعلیم کے شعبہ کی طرف سے

تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
تعلیم کے شعبہ کی طرف سے



تعلیم کے شعبہ کی طرف سے
تعلیم کے شعبہ کی طرف سے



الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
”عالم بنانے والی کتاب“ کے 17 حروف کی نسبت سے
”بہار شریعت“ کو پڑھنے کی 17 نیتیں

از: شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ
 فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ.

ترجمہ: ”مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(المعجم الكبير للطبراني، الحديث: ۵۹۳۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دو مدنی پھول: (۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

۱..... إخلاص کے ساتھ مسائل سیکھ کر رضائے الہی عز و جل کا حقدار بنوں گا۔

۲..... حُثِّي الوَسْعِ اس کا باؤ ڈھواؤں قبلہ رُومطالعہ کروں گا۔

۳..... اس کے مطالعے کے ذریعے فرض علوم سیکھوں گا۔ اپنی نماز وغیرہ دُرست کروں گا۔

۴..... جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیت کریمہ **فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ**

ترجمہ کنز الایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں“ (پ ۱۴، النحل: ۴۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا۔

۵..... (اپنے ذاتی نسخے پر) عندالضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا۔

۶..... (ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا۔

۷..... جس مسئلے میں دشواری ہوگی اُس کو بار بار پڑھوں گا۔

۸..... زندگی بھر عمل کرتا رہوں گا۔ جو نہیں جانتے انھیں سکھاؤں گا۔

۹..... جو علم میں برابر ہوگا اس سے مسائل میں تکرار کروں گا۔

۱۰..... یہ پڑھ کر علمائے حق سے نہیں اُلجھوں گا۔ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب

دلاؤں گا۔

۱۱..... (کم از کم ۱۲ عدد دیا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا۔

۱۲..... اس کتاب کے مطالعہ کا ثواب ساری امت کو ایصال کروں گا۔

۱۳..... کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو مطلع کروں گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

المدينة العلمية

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخ طریقت، امیرِ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم

تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے، ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے جمعہٴ مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدينة العلمية“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کثرتُہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- ۱..... شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- ۲..... شعبہ اصلاحی کتب
- ۳..... شعبہ درسی کتب
- ۴..... شعبہ تراجم کتب
- ۵..... شعبہ تفتیش کتب
- ۶..... شعبہ تخریج

”المدينة العلمية“ کی اولین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت، عظیم المرتبت، پروانہٴ شمعِ رسالت، مجددِ دین و ملت، حامی سنت، مائیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی رگراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسع سہلِ اسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدينة العلمية“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



عالم بنانے والی کتاب ”بہارِ شریعت“ فقہ حنفی کی اردو زبان میں ایسی متند ترین کتاب ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔ صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کا مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان اپنے دین کے مسائل سے آسانی آگاہ ہو جائیں چنانچہ آپ لکھتے ہیں: ”اس کتاب میں حئی الوسع یہ کوشش ہوگی کہ عبارت بہت آسان ہو کہ سمجھنے میں دقت نہ ہو اور کم علم اور عورتیں اور بچے بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں ضرور بہت مواقع ایسے بھی رہیں گے کہ اہل علم سے سمجھنے کی حاجت ہوگی کم از کم اتنا نفع ضرور ہوگا کہ اس کا بیان انھیں متنبہ کرے گا اور نہ سمجھنا سمجھ والوں کی طرف رجوع کی توجہ دلائے گا۔

تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ کی مجلس ”المدينة العلمية“ نے بہارِ شریعت کو تخریج و تسہیل کے ساتھ پوری آن بان سے شائع کرنے جو عزم کیا تھا، اس میں کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔ اس سلسلے میں ”بہارِ شریعت“ کا حصہ اول تا چہارم ”مکتبۃ المدینہ“ سے شائع ہو کر شاہراہ مقبولیت پر رواں دواں ہے۔ تمام حوالہ جات کی حتی المقدور تخریج کرنے کے ساتھ ساتھ مشکل الفاظ کے معانی حاشے میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ چوتھے حصے کی اشاعت کے قلیل وقفے کے بعد ”بہارِ شریعت“ کا پانچواں حصہ مع تخریج و تسہیل آپ کے سامنے ہے۔ امید ہے کہ تشکال علم کو صدر الشریعہ کے دریائے فیض سے سیراب ہونے کا بھرپور موقع ملے گا۔ یہ حصہ زکاۃ، روزہ وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہے۔ اللہ عز و جل ہمیں اس کے بقیہ تمام حصوں کو بھی اسی انداز میں پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اس حصے پر بھی مجلس ”المدينة العلمية“ کے ”شعبہ تخریج“ کے مدنی علماء نے انتھک کوششیں کی ہیں، جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جاسکتا ہے:

- 1..... آیات و احادیث اور مسائل فقہیہ کے حوالہ جات کی اصل عربی کتب سے مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔
- 2..... آیات قرآنیہ کو مقش بریکٹ ﴿﴾، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted Commas سے واضح کیا گیا ہے۔

- 3..... جہاں جہاں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ ”صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم“ اور اللہ عز و جل کے نام کے ساتھ ”عز و جل“ لکھا ہوا نہیں تھا وہاں بریکٹ میں اس انداز میں لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

- 4..... مشکل الفاظ کی تسہیل کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور ہر حدیث و مسئلہ نئی سطر سے شروع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اور عوام و خواص کی سہولت کے لئے ہر مسئلے پر نمبر لگانے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

- 5..... کم از کم تین مرتبہ پروف ریڈنگ کی گئی ہے، مکتبہ رضویہ آرام باغ، باب المدینہ کراچی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار

بنا کر مذکورہ خدمات سرانجام دی گئی ہیں، جو درحقیقت ہندوستان سے طبع شدہ قدیم نسخہ کا عکس ہے۔

⑥..... آخر میں مآخذ و مراجع کی فہرست، مصنفین و مؤلفین کے ناموں، ان کی سن وفات اور مطابع کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے۔

اس میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عز و جل کی عطا، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظر کرم، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخ طریقت امیر اہلسنت باقی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی کو دخل ہے۔ قارئین خصوصاً علماء کرام دامت فیوضہم سے گزارش ہے کہ اس کتاب کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے بارے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء اور تجاویز سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام و خواص کے لیے نفع بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم!

شعبہ تخریج (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

نوٹ: تعارف مصنف صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ”بہار

شریعت“ ”حصہ اول“ مطبوعہ ”مکتبۃ المدینہ“ صفحہ ۱۰ تا ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ط
زکاة کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝﴾

(1) پ ۱، البقرة: ۳.

”اور متقی وہ ہیں کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے، اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔“

اور فرماتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا ۝﴾

(2) پ ۱۱، التوبة: ۱۰۳.

”ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنادو۔“

اور فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝﴾

(3) پ ۱۸، المؤمنون: ۴.

”اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاة ادا کرتے ہیں۔“

اور فرماتا ہے:

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ج وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝﴾

(4) پ ۲۲، سبا: ۳۹.

”اور جو کچھ تم خرچ کرو گے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔“

اور فرماتا ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُورَةٍ حَبَّةٌ ط وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبَعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذَى لَا لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ قَوْلٌ مُعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يُتْبَعُهَا أَذَى ط وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ۝﴾ (1) پ ۳، البقرة: ۲۶۱ - ۲۶۳.

”جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سودا نے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے

لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ عملگین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔“
اور فرماتا ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝﴾

(2) پ ۴، ال عمران: ۹۲

”ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جسے محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ (عزوجل) اُسے جانتا ہے۔“
اور فرماتا ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ
السَّبِيلِ ۖ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ ۖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ ۖ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا
ۖ وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُتَّقُونَ ۝﴾ (3) پ ۲، البقرة: ۱۷۷

”نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف منہ کر دو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب و انبیاء پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سالمین کو اور گردن چھٹانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔“
اور فرماتا ہے:

﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۚ سَيُطَوَّقُونَ
مَا بَخُلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ﴾ (1) پ ۴، ال عمران: ۱۸۰

”جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے انھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔“

اور فرماتا ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ
ۚ يَوْمَ يُخْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فُتْكُلَىٰ فِيهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَأُخْرُؤُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ
لَا نَفْسَكُمْ فَلَذَوُقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ۝﴾ (2) پ ۱۰، التوبة: ۳۴ - ۳۵

”جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، انھیں دردناک عذاب

کی خوشخبری سنا دو، جس دن آتش جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیوں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (3)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر بلکہ زکاۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جمع ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ۱۲۲۱ منہ "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصلقات، الترہیب من منع الزکاۃ، الحدیث: ۲۲، ج ۱، ص ۳۱۰۔ (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔"

نیز زکاۃ کے بیان میں بکثرت آیات وارد ہوئیں جن سے اُس کا مہتم بالشان ہونا ظاہر۔

احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث ۱، ۲: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجنے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا، جس کے سر پر دو چٹیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔" اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخُلُونَ﴾ (1) "صحیح البخاری"، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، الحدیث: ۱۴۰۳، ص ۱۱۰، پ ۴، ابی عمر: ۱۸۰۔ الآیہ۔ اسی کے مثل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳: احمد کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے، "جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ (2) (سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجنے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔ ۱۲ منہ) ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے مونہ میں ڈال دے گا۔" (3) "المستند" للإمام أحمد بن حنبل، یہ حدیث طویل ہے، مختصر اذکر کی گئی۔ ۱۲ منہ

حدیث ۴، ۵: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹائینگے اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فرہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونہ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائینگے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی

اور کھروں سے روندیں گی (4) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة، الحدیث: ۲۲۹۰، ص ۸۳۳۔ اور اسی کے منسل صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاة نہ دینے میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (5) النظر: ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب زکاة البقر، الحدیث: ۱۴۶۰، ص ۱۱۵۔

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہو گئے (کہ زکاة کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہیں اور جس نے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچا لیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاة میں تفریق کرے (1) (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نزی کلمہ کوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریات دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹھ کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکاة دینے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافروں نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔ ۱۲ منہ) (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاة کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاة حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروق اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔ (2) ”صحیح البخاری“، کتاب الاعتصام، باب الإقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۷۲۸۴، ص ۶۰۶۔

حدیث ۷: ابو داؤد نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ﴾ (3) پ ۱۰، النوبة: ۳۴۔ نازل ہوئی، مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقت کا سامنا ہوگا)، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تم سے مصیبت دُور کر دوں گا۔ حاضر خدمت اقدس ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ آیت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے زکاة تو اس لیے فرض کی کہ تمہارے باقی مال کو پاک کر دے اور موارثت اس لیے فرض کیے کہ تمہارے بعد والوں کے لیے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکاة سے مال کی طہارت نہ ہوتی، بلکہ زکاة کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کا ہے میں جاری ہوتی، بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکاة نہ دے) اس پر فاروق اعظم نے تکبیر کہی۔ (4) ”سنن أبی داؤد“، کتاب الزکاة، باب في حقوق المال، الحدیث: ۱۳۶۴، ص ۱۳۴۷۔

حدیث ۸: بخاری اپنی تاریخ میں اور امام شافعی و بزار و بیہقی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”زکاة کسی مال میں نہ ملے گی، مگر اُسے ہلاک کر دے گی۔“ (5) ”شعب الإيمان“،

باب فی الزکاة، فصل فی الاستغفار عن المسألة، الحديث: ۳۵۲۲، ج ۳، ص ۲۷۳۔ بعض ائمہ نے اس حدیث کے یہ معنی بیان کیے کہ زکاة واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو ہلاک کر دے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مالدار شخص مال زکاة لے تو یہ مال زکاة اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکاة تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں۔ (۱) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاة، الحديث: ۱۸، ج ۱، ص ۳۰۹۔

حدیث ۹: طبرانی نے اوسط میں بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جو قوم زکاة نہ دے گی، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔" (۲) "المعجم الأوسط"، الحديث: ۴۵۷۷، ج ۳، ص ۲۷۵۔ ۲۸۶۔

حدیث ۱۰: طبرانی نے اوسط میں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاة نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔" (۳) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصدقات، الترہیب من منع الزکاة، الحديث: ۱۶، ج ۱، ص ۳۰۸۔

حدیث ۱۱: صحیحین میں اخف بن قیس سے مروی، سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اُن کے سر پستان پر جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔" (۴) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب فی لکنازین للأموال والتغلیظ علیہم، الحديث: ۲۳۰۶، ص ۸۳۵۔ اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کہ "پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے۔" (۵) "صحیح مسلم"، کتاب الزکاة، باب فی لکنازین للأموال والتغلیظ علیہم، الحديث: ۲۳۰۷، ص ۸۳۵۔

حدیث ۱۲: طبرانی امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مال داروں کے ہاتھوں، سُن لو! ایسے تو نگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔" (۶) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصدقات، الحديث: ۵، ج ۱، ص ۳۰۶۔ و "المعجم الأوسط"، الحديث: ۳۵۷۹، ج ۲، ص ۳۷۵۔ ۳۷۵۔

حدیث ۱۳: نیز طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "قیامت کے دن تو نگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔" محتاج عرض کریں گے، ہمارے حقوق جو تُو نے اُن پر فرض کیے تھے، انہوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ عز و جل فرمائے گا: "مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تمہیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا۔" (۷) "المعجم الأوسط"، باب العین، الحديث: ۴۸۱۳، ج ۳، ص ۳۴۹۔

حدیث ۱۴: ابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تو نگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عز و جل کا حق ادا نہیں کرتا۔" (۱) "صحیح ابن خزیمہ"، کتاب الزکاة، باب ذکر إدخال مائع الزکاة النار... إلخ، الحديث: ۲۲۴۹، ج ۴، ص ۸۔

حدیث ۱۵: امام احمد مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے

ہیں: کہ ”اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ رمضان، حج بیت اللہ۔“ (2) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث

زیاد بن نعیم، الحدیث: ۱۷۸۰۴، ج ۶، ص ۲۳۶

حدیث ۱۶: طبرانی کبیر میں مسند صحیح راوی، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں۔ (3) ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۱۰۰۹۵، ج ۱۰، ص ۱۰۳۔

حدیث ۱۷: صحیحین و مسند احمد و سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرے، اللہ (عزوجل) اسے بلند فرمائے گا۔“ (4) ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلۃ والأدب، باب استحباب العفو والتواضع، الحدیث: ۶۵۹۲، ص ۱۱۳۰۔

حدیث ۱۸: بخاری و مسلم انھیں سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نمازی ہے دروازہ نماز سے بلایا جائے گا، جو اہل جہاد سے ہے دروازہ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہے دروازہ صدقہ سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہے باب الزیان سے بلایا جائے گا۔“ صدیق اکبر نے عرض کی، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخول جنت ہے، وہ ایک دروازہ سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا: ”ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے ہو۔“ (5) ”صحیح البخاری

“، کتاب فضائل أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۶۶۶، ص ۲۹۸۔ و ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبی ہریرۃ، الحدیث: ۷۶۳۷، ج ۳، ص ۹۳

حدیث ۱۹: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ (عزوجل) نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔“ (1) ”صحیح البخاری“، کتاب

الزکاة، باب لا تقبل صدقۃ من غلول، الحدیث: ۱۴۱۰، ص ۱۱۱۔

حدیث ۲۰ و ۲۱: نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں و ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے باقائدہ صحیح ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا: کہ ”قسم ہے! اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔“ اُس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو ہم سب نے سر جھکا لیے اور رونے لگے، یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سر مبارک اٹھالیا اور چہرہ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: ”جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا

روزہ رکھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔“ (2) ”مسن النسائي“، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، الحدیث:

٢٢٤٤، ٢٤٤٠، حص ٢٢٤٤

حدیث ۲۲: امام احمد نے بروایت ثقات انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اپنے مال کی زکاۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کر اور مسکین اور یرغوسی اور سائل کا حق پہچان۔“ (3) ”المسنّد“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث:

٢٧٣، ١٢٣٩٧، ج٤، ص٢٧٣

حدیث ۲۳: طبرانی نے اوسط و کبیر میں ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”زکاۃ اسلام کا پل ہے۔“ (4) ”المعجم الاوسط“، باب المیم، الحدیث: ۸۹۳۷، ج ۶، ص ۳۲۸

حدیث ۲۴: طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جو میرے لیے چھ چیزوں کی کفالت کرے، میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔“ میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا: ”نماز و زکوٰۃ و امانت و شرمگاہ و شکم و زبان۔“ (5) (المعجم)

الأوسط، باب الفاء، الحديث: ٤٩٢٥، ج ٣، ص ٣٩٦

حدیث ۲۵: بز ار نے علقمہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔“ (6) ”مجمع الزوائد“، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، الحدیث: ۴۳۲۶، ج ۳، ص ۱۹۸۔

حدیث ۶۶: طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو اللہ و رسول (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکاۃ ادا کرے اور جو اللہ و رسول (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ و رسول (عز وجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔“ (1)

المجمع الكبير، الحديث: ١٣٥٦١، ج ١٢، ص ٣٢٤.

حدیث ۲۷: ابو داؤد نے حسن بصری سے مرسل اور طبرانی و بیہقی نے ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بیکار نازل ہونے پر دعا و تضرع سے استعانت کرو۔“ (2) ”مراسیل ابی داؤد“ مع ”سنن ابی

داود^٨، باب في الصائم يعصيب أهله، ص ٨.

حدیث ۲۸: ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی، بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس سے شر و فرما دیا۔“

(3) "المعجم الأوسط"، باب الألف، الحديث: ١٥٧٩، ج ١، ص ٤٣١.

مسائل فقہیہ

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کر لے۔ (4) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۳۔۲۰۶۔ (درمختار)

مسئلہ ۱: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۰۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یوہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۴۔ (درمختار)

مسئلہ ۳: فقیر کو بہ نیت زکاۃ مکان رہنے کو دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۵۔ (درمختار)

مسئلہ ۴: مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۰۴۔ (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۵: زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

کافر پر زکاۃ واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فی احکام المعنوی، ج ۳، ص ۲۰۷۔ (عامۃ کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو زمانہ اسلام میں جو زکاۃ نہیں دی تھی ساقط ہوگئی۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۶: کافر دار الحرب میں مسلمان ہوا اور وہیں چند برس تک اقامت کی پھر دارالاسلام میں آیا، اگر اس کو معلوم تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاۃ واجب ہے، تو اُس زمانہ کی زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر دارالاسلام میں مسلمان ہوا اور چند سال کی زکاۃ نہیں دی تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ کہتا ہو کہ مجھے فرضیت زکاۃ کا علم نہیں کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

(۲) بلوغ۔

(۳) عقل، نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصل ہی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں

بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افادہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲۔ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب

فی احکام المعنویہ، ج ۳، ص ۲۰۷ (جوہرہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: بوہرے پر زکاة واجب نہیں، جب کہ اسی حالت میں پورا سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اُسے افادہ بھی ہوتا ہے تو واجب ہے۔ جس پر غشی طاری ہوئی اس پر زکاة واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو۔ (1) "ردالمحتار"،

کتاب الزکاة، مطلب فی احکام المعنویہ، ج ۳، ص ۲۰۷۔ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲ (عالمگیری، ردالمحتار)

(۳) آزاد ہونا۔

غلام پر زکاة واجب نہیں، اگرچہ مازون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب (2) (یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے) یا ام ولد (3) (یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ نوٹ: ان کی تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ میں مدد، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں) یا مستعے (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کما کر پورے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا)۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: مازون غلام نے جو کچھ کمایا ہے اس کی زکاة نہ اُس پر ہے نہ اُس کے مالک پر، ہاں جب مالک کو دے دیا تو اب ان برسوں کی بھی زکاة مالک ادا کرے، جب کہ غلام مازون دین میں مستغرق نہ ہو، ورنہ اس کی کمائی پر مطلقاً زکاة واجب نہیں، نہ مالک کے قبضہ کرنے کے پہلے نہ بعد۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۴ (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس کی زکاة واجب نہیں نہ اس پر نہ اس کے مالک پر، جب مالک کو دے دے اور سال گزر جائے، اب بشرائط زکاة مالک پر واجب ہوگی اور گزشتہ برسوں کی واجب نہیں۔ (6) المرجع السابق۔ (ردالمحتار)

(۵) مال بقدر نصاب اُس کی ملک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاة واجب نہ ہوئی۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲۔ (تنویر، عالمگیری)

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔ (8) المرجع السابق۔

مسئلہ ۱۰: جو مال گم گیا یا دیر یا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدفن نے دین سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاة واجب نہیں۔ (1) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۱۸۔ (در مختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر دین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادر ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اُس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہے۔ (2) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۱۹، (تنویر)

مسئلہ ۱۲: چرائی کا جانور اگر کسی نے غصب کیا، اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو ملنے کے بعد بھی اس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔ (3) "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الزکاۃ، ج ۱، ص ۱۲۴، (خانہ)

مسئلہ ۱۳: غصب کیے ہوئے کی زکاۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اُسے واپس دے اور اگر غاصب نے اُس مال کو اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموع پر زکاۃ واجب ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فیما لو صادر السلطان رجلاً... إلخ، ج ۳، ص ۲۰۹، (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لیے پھر وہی روپے اُس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار روپے اپنی ملک کے ہیں تو غاصب اول پر زکاۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳، (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شے مرہون (6) (یعنی جو چیز گروی رکھی گئی ہے۔) کی زکاۃ نہ مرتہن (7) (یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو۔) پر ہے، نہ راہن (8) (یعنی گروی رکھنے والا۔ نوٹ: ان کی تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے بہار شریعت حصہ ۱۱، باب ۱۱، ص ۱۱۰) پر، مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکاۃ واجب نہیں۔ (9) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج ۳، ص ۲۱۴، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکاۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکاۃ واجب ہے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۵، (درمختار، ردالمختار)

(۷) نصاب کا دین سے فارغ ہونا۔

مسئلہ ۱۷: نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زر ثمن (2) (کسی خریدی گئی چیز کے دام۔) کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گزر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوں اگر تین سال گزر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکاۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکاۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال

کے پورے ہونے پر زکاة واجب ہوگی۔ یو ہیں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاة نہ دی پھر سارے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدر نصاب ہے، مگر سال اوّل کی زکاة جو اس کے ذمہ دین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاة واجب نہیں اور اگر اُس پہلے مال کو اُس نے قصد ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہو گیا تو اُس کی زکاة جاتی رہی، لہذا اس کی زکاة دین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاة واجب ہے۔

(3) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲-۱۷۴ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلہ، ج ۳، ص ۲۱۰۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: اگر خود مدیون (4) (مقرض) نہیں مگر مدیون کا کفیل (5) (یعنی مقرض کا ضامن) ہے اور کفالت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، زکاة واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمر و نے کسی سے ہزار قرض لیے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاة واجب نہیں کہ زید کے پاس اگر چہ روپے ہیں مگر عمر و کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دین میں مستغرق ہیں، لہذا زکاة واجب نہیں اور اگر عمر و کی دس شخصوں نے کفالت کی اور سب کے پاس ہزار ہزار روپے ہیں جب بھی ان میں کسی پر زکاة واجب نہیں کہ قرض خواہ ہر ایک سے مطالبہ کر سکتا ہے اور بصورت نہ ملنے کے جس کو چاہے قید کرادے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلہ، ج ۳، ص ۲۱۰۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: جو دین میعاد ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاة کا مانع نہیں۔ (2) المرجع السابق، ص ۲۱۱۔ (ردالمحتار)

چونکہ عادیۃ دین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہذا اگر چہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دین مہر ہو جب وہ مالک نصاب ہے، زکاة واجب ہے۔ (3) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳۔ (عالمگیری)

خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معین نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰: عورت کا نفقہ شوہر پر دین نہیں قرار دیا جائے گا جب تک قاضی نے حکم نہ دیا ہو یا دونوں نے باہم کسی مقدار پر تصفیہ نہ کر لیا ہو اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو ساقط ہو جائے گا شوہر پر اس کا دین واجب نہ ہوگا، لہذا مانع زکاة نہیں۔ عورت کے علاوہ کسی رشتہ دار کا نفقہ اس وقت دین ہے جب ایک مہینہ سے کم زمانہ گزرا ہو یا اُس رشتہ دار نے قاضی کے حکم سے قرض لیا اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو ساقط ہے اور مانع زکاة نہیں۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلہ، ج ۳، ص ۲۱۱۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: دین اس وقت مانع زکاة ہے جب زکاة واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہو تو زکاة پر اس دین کا کچھ اثر نہیں۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلہ، ج ۳، ص ۲۱۰ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳۔ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: جس دین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکاۃ نہیں مثلاً نذر و کفارہ و صدقہ فطروج و قربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگرچہ نصاب باقی نہ رہے زکاۃ واجب ہے، عشر و خراج واجب ہونے کے لیے دین مانع نہیں یعنی اگرچہ مدیون ہو، یہ چیزیں اس پر واجب ہو جائیں گی۔ (6)

”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلة، ج ۳، ص ۲۱۱۔ وغیرہما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۳: جو دین اثنائے سال میں عارض ہوا یعنی شروع سال میں مدیون نہ تھا پھر مدیون ہو گیا پھر سال تمام پر علاوہ دین کے نصاب کا مالک ہو گیا تو زکاۃ واجب ہوگئی، اس کی صورت یہ ہے کہ فرض کرو فرض خواہ نے قرض معاف کر دیا تو اب چونکہ اس کے ذمہ دین نہ رہا اور سال بھی پورا ہو چکا ہے، لہذا واجب ہے کہ ابھی زکاۃ دے، یہ نہیں کہ اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر شروع سال سے مدیون تھا اور سال تمام پر معاف کیا تو ابھی زکاۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اب سے سال گزرنے پر۔ (1)

”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، مطلب: فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۵۔ وغیرہ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: ایک شخص مدیون ہے اور چند نصاب کا مالک کہ ہر ایک سے دین ادا ہو جاتا ہے، مثلاً اس کے پاس روپے اشرفیاں بھی ہیں، تجارت کے اسباب بھی، چرائی کے جانور بھی تو روپے اشرفیاں دین کے مقابل سمجھے اور اور چیزوں کی زکاۃ دے اور اگر روپے اشرفیاں نہ ہوں اور چرائی کے جانوروں کی چند نصائیں ہوں، مثلاً چالیس بکریاں ہیں اور تیس گائیں اور پانچ اونٹ تو جس کی زکاۃ میں اسے آسانی ہو، اُس کی زکاۃ دے اور دوسرے کو دین میں سمجھے تو اُس صورت مذکورہ میں اگر بکریوں یا اونٹوں کی زکاۃ دے گا تو ایک بکری دینی ہوگی اور گائے کی زکاۃ میں سال بھر کا بچھڑا اور ظاہر ہے کہ ایک بکری دینا بچھڑا دینے سے آسان ہے، لہذا بکری دے سکتا ہے اور اگر برابر ہوں تو اسے اختیار ہے۔ مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور چالیس بکریاں دونوں کی زکاۃ ایک بکری ہے، اُسے اختیار ہے جسے چاہے دین کے لیے سمجھے اور جس کی چاہے زکاۃ دے اور یہ سب تفصیل اُس وقت ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والا آئے، ورنہ اگر بطور خود دینا چاہتا ہے تو ہر صورت میں اختیار ہے۔ (2)

”الدرالمختار“، ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب: فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۶۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: اس پر ہزار روپے قرض ہیں اور اس کے پاس ہزار روپے ہیں اور ایک مکان اور خدمت کے لیے ایک غلام تو زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ مکان و غلام دس ہزار روپے کی قیمت کے ہوں کہ یہ چیزیں حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور جب روپے موجود ہیں تو قرض کے لیے روپے قرار دیے جائیں گے نہ کہ مکان و غلام۔ (3)

”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۳۔ (عالمگیری)

(۸) نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔ (4) المرجع السابق، ص ۱۷۲۔

مسئلہ ۲۶: حاجتِ اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے

لوٹڈی غلام، آلات حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲، و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۲۔ (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا، جیسے چڑا پکانے کے لیے زو (2) (ایک دوکانام۔) اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا زکاة واجب ہے۔ یوں رگ ریز نے اُجرت پر کپڑا رنگنے کے لیے کسم، زعفران خریدا تو اگر بقدر نصاب ہے اور سال گزر گیا زکاة واجب ہے۔ پٹو یا وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کا اثر باقی نہیں رہے گا، جیسے صابون تو اگرچہ بقدر نصاب ہو اور سال گزر جائے زکاة واجب نہیں۔ (3) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے شیشیاں خریدیں، ان پر زکاة واجب ہے۔ (4) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۸۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: خرچ کے لیے روپے کے پیسے لیے تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا گیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکاة واجب ہے، اگرچہ اسی نیت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکاة واجب نہیں۔ (5) المرجع السابق، ص ۲۱۳۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اہل علم کے لیے کتابیں حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں، جب بھی کتابوں کی زکاة واجب نہیں جب کہ تجارت کے لیے نہ ہوں، فرق اتنا ہے کہ اہل علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدر نصاب نہ ہو تو زکاة لینا جائز ہے اور غیر اہل علم کے لیے ناجائز، جب کہ دوسو درم قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لیے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے، اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں اگر دوسو درم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکاة لینا ناجائز ہے، خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: حافظ کے لیے قرآن مجید حاجتِ اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لیے ایک سے زیادہ حاجتِ اصلیہ کے علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دوسو درم قیمت کا ہو تو زکاة لینا جائز نہیں۔ (1) "الحوہ النیرہ"، کتاب الزکاة، ص ۱۴۸۔ و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۱۷۔ (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: طبیب کے لیے طب کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں ہیں، جب کہ مطالعہ میں رکھتا ہو یا اُسے دیکھنے کی ضرورت پڑے، نحو و صرف و نجوم اور دیوان اور قصے کہانی کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں نہیں، اصول فقہ و علم کلام و اخلاق کی کتابیں جیسے احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہما حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة

مسئلہ ۳۳: کفار اور بد مذہبوں کے رد اور اہل سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ یو ہیں عالم اگر بد مذہب وغیرہ کی کتابیں اس لیے رکھے کہ اُن کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

(۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ ہقیقہ بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اُس کے یا اُس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں وہ اسی لیے پیدا ہی کیا گیا ہوا سے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نمُو ہوگا۔ (۳) (یعنی زیادتی ہوگی۔) سونے چاندی میں مطلقاً زکاة واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاة اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس، خلاصہ یہ کہ زکاة تین قسم کے مال پر ہے۔

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی۔

(۲) مال تجارت۔

(۳) سائِمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔ (۴) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴۔ و "الفتاویٰ الرضویہ"

(المجلدۃ)، ج ۱۰، ص ۱۶۱۔ (عامۃ کتب)

مسئلہ ۳۴: نیت تجارت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالتِ صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیت تجارت کر لی خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، ثمن روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے دلالتِ کی صورت یہ ہے کہ مال تجارت کے بدلے کوئی چیز خریدی یا مکان جو تجارت کے لیے ہے اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لیے ہیں اگرچہ صراحۃً تجارت کی نیت نہ کی۔ یو ہیں اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً دو دوسو درم کا مالک ہے اور من بھر گیہوں قرض لیے تو اگر تجارت کے لیے نہیں لیے تو زکاة واجب نہیں کہ گیہوں کے دام انھیں دو سو سے مجرا کیے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی اور اگر تجارت کے لیے لیے تو زکاة واجب ہوگی کہ اُن گیہوں کی قیمت دو سو پر اضافہ کریں اور مجموعہ سے قرض مجرا کریں تو دو سو سالم رہے لہذا زکاة واجب ہوئی۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴۔ و "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی

زکاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۱۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو جیسے ہبہ، وصیت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر مال سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدل

خلع (۲) (یعنی وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے۔) بدلِ حق (۳) (یعنی وہ مال جس کے بدلے میں غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے۔) ان

دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں یعنی اگرچہ تجارت کی نیت

کرے، زکاة واجب نہیں۔ یوہیں اگر ایسی چیز میراث میں ملی تو اس میں بھی نیت تجارت صحیح نہیں۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مورث کے پاس تجارت کا مال تھا، اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے تجارت کی نیت کی تو زکاة واجب ہے۔ یوہیں چرائی کے جانور وراثت میں ملے، زکاة واجب ہے چرائی پر رکھنا چاہتے ہوں یا نہیں۔ (5) المرجع السابق۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: نیت تجارت کے لیے یہ شرط ہے کہ وقت عقد نیت ہو، اگر چہ دلالت تو اگر عقد کے بعد نیت کی زکاة واجب نہ ہوئی۔ یوہیں اگر رکھنے کے لیے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی کہ نفع ملے گا تو بیج ڈالوں گا تو زکاة واجب نہیں۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۳۱۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۸: تجارت کے لیے غلام خریدتا تھا پھر خدمت لینے کی نیت کر لی پھر تجارت کی نیت کی تو تجارت کا نہ ہوگا جب تک ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے جس میں زکاة واجب ہوتی ہے۔ (7) المرجع السابق، ص ۲۲۸۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: موتی اور جواہر پر زکاة واجب نہیں، اگر چہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو واجب ہوگئی۔ (8) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۳۰۔ (درمختار)

مسئلہ ۴۰: زمین سے جو پیداوار ہوئی اس میں نیت تجارت سے زکاة واجب نہیں، زمین عشری ہو یا خراجی، اس کی ملک ہو یا عاریت یا کرایہ پر لی ہو، ہاں اگر زمین خراجی ہو اور عاریت یا کرایہ پر لی اور بیج وہ ڈالے جو تجارت کے لیے تھے تو پیداوار میں تجارت کی نیت صحیح ہے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۲۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: مضارب (2) مضاربیت تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام اور منافع میں دونوں شریک۔ کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو کچھ دیا اسے اس المال (مال مضارب) کہتے ہیں۔ نوٹ: تفصیلی معلومات کے لیے بہار شریعت حصہ ۱۴، ص ۱۴۰ "مضاربت کا بیان" دیکھ لیجئے۔ مال مضاربیت سے جو کچھ خریدے، اگر چہ تجارت کی نیت نہ ہو، اگر چہ اپنے خرچ کرنے کے لیے خریدے، اس پر زکاة واجب ہے یہاں تک کہ اگر مالی مضاربیت سے غلام خریدے۔ پھر ان کے پہننے کو کپڑا اور کھانے کے لیے غلہ وغیرہ خریدا تو یہ سب کچھ تجارت ہی کے لیے ہیں اور سب کی زکاة واجب۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۱۔ (درمختار، ردالمحتار)

(۱۰) سال گزرتا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاة واجب ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: مال تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس (5) (سونہ، چاندی تو مطلقاً یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ یوہیں ان کے زیور، برتن وغیرہ اسباب، بلکہ مال تجارت بھی انہیں کی جنس سے شمار ہوگا، اگر چہ کسی قسم کا ہو کہ اس کی زکاة بھی چاندی سونے سے قیمت لگا کر دی جاتی ہے۔ ۱۴ ص)

یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا اور اگر چرائی کے جانور بدل لیے تو سال کٹ گیا یعنی اب سال اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵۔

(عائگیری)

مسئلہ ۴۳: جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا مال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہو یا میراث وہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔ (7) "الحوہ النيرة"، کتاب

الزکاة، باب الزکاة الخیل، ص ۱۵۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: مالک نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جُدا جُدا سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُسے اس کے ساتھ ملائے، جس کی زکاة پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمنہ کی قیمت جس کی زکاة دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے، اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کیے تو ان کا سال تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔ (1)

"الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۵۵۔ (در مختار)

مسئلہ ۴۵: اس کے پاس چرائی کے جانور تھے اور سال تمام پر ان کی زکاة دی پھر انھیں روپوں سے بیچ ڈالا اور اُس کے پاس پہلے سے بھی بقدر نصاب روپے ہیں جن پر نصف سال گزرا ہے تو یہ روپے اُن روپوں کے ساتھ نہیں ملائے جائیں گے، بلکہ اُن کے لیے اُس وقت سے نیا سال شروع ہوگا یہ اس وقت ہے کہ یہ نیشن کے روپے بقدر نصاب ہوں، ورنہ بالا جماع انھیں کے ساتھ ملائیں یعنی اُن کی زکاة انھیں روپوں کے ساتھ دی جائے۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب

الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۶: سال تمام سے پیشتر اگر سائمنہ کو روپے کے بدلے بیچا تو اب ان روپوں کو اُن روپوں کے ساتھ ملا لیں گے جو پیشتر سے اُس کے پاس بقدر نصاب موجود ہیں یعنی ان کے سال تمام پر ان کی بھی زکاة دی جائے، ان کے لیے نیا سال شروع نہ ہوگا۔ یوہیں اگر جانور کے بدلے بیچا تو اس جانور کو اس جانور کے ساتھ ملائے، جو پیشتر سے اس کے پاس ہے اگر سائمنہ کی زکاة دے دی پھر اسے سائمنہ نہ رکھا پھر بیچ ڈالا تو نیشن کو اگلے مال کے ساتھ ملا دیں گے۔ (3) المرجع

السابق۔ (عائگیری)

مسئلہ ۴۷: اونٹ، گائے، بکری میں ایک کو دوسرے کے بدلے سال تمام سے پہلے بیچا تو اب سے اُن کے لیے نیا سال شروع ہوگا۔ یوہیں اگر اور چیز کے بدلے بہ نیت تجارت بیچا تو اب سے ایک سال گزرنے پر زکاة واجب ہوگی اور اگر اپنی جنس کے بدلے بیچا یعنی اونٹ کو اونٹ اور گائے کو گائے کے بدلے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد سال تمام بیچا تو زکاة واجب ہو چکی اور وہ اُس کے ذمہ ہے۔ (4) "الحوہ النيرة"، کتاب الزکاة، باب زکاة الابل، ص ۱۵۰۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۸: درمیان سال میں سائٹہ کو بیچا تھا اور سال تمام سے پہلے عیب کی وجہ سے خریدار نے واپس کر دیا تو اگر قاضی کے حکم سے واپسی ہوئی تو نیا سال شروع نہ ہوگا، ورنہ اب سے سال شروع کیا جائے اور اگر ہبہ کر دیا تھا پھر سال تمام سے پہلے واپس کر لیا تو نیا سال لیا جائے گا، قاضی کے فیصلہ سے واپسی ہو یا بطور خود۔ (۵) المرجع السابق۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۹: اُس کے پاس خراجی زمین تھی، خراج ادا کرنے کے بعد بیچ ڈالی تو ثمن کو اصل نصاب کے ساتھ ملا دیں گے۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵۔ (عائلیگیری)

مسئلہ ۵۰: اس کے پاس روپے ہیں جن کی زکاة دے چکا ہے پھر اُن سے چرائی کے جانور خریدے اور اس کے یہاں اس جنس کے جانور پہلے سے موجود ہیں تو اُن کو ان کے ساتھ نہ ملائیں گے۔ (۲) المرجع السابق۔ (عائلیگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی نے اسے چار ہزار روپے بطور ہبہ دیے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہزار روپے اور حاصل کیے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنے دیے ہوئے روپے حکم قاضی سے واپس لے لیے تو ان جدید روپوں کی بھی اس پر زکاة واجب نہیں جب تک ان پر سال نہ گزرے۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۵ - ۱۷۶۔ (عائلیگیری)

مسئلہ ۵۲: کسی کے پاس تجارت کی بکریاں ہیں، جن کی قیمت دو سو درم ہے اور سال تمام سے پہلے ایک بکری مرگئی، سال پورا ہونے سے پہلے اُس نے اس کی کھال نکال کر پکالی تو زکاة واجب ہے۔ (۴) المرجع السابق، ص ۱۷۶۔ (عائلیگیری) یعنی جب کہ وہ کھال نصاب کو پورا کرے۔

مسئلہ ۵۳: زکاة دیتے وقت یا زکاة کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکاة شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تاویل بتا سکے کہ زکاة ہے۔ (۵) المرجع السابق، ص ۱۷۰۔ (عائلیگیری)

مسئلہ ۵۴: سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکاة ہے تو ادا نہ ہوئی۔ (۶) المرجع السابق، ص ۱۷۱۔ (عائلیگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص کو وکیل بنایا اُسے دیتے وقت تو نیت زکاة نہ کی، مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیت کر لی ہوگئی۔ (۷) المرجع السابق۔ (عائلیگیری)

مسئلہ ۵۶: دیتے وقت نیت نہیں کی تھی، بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اسکی ملک میں ہے تو یہ نیت کافی ہے ورنہ نہیں۔ (۸) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۵۷: زکاة دینے کے لیے وکیل بنایا اور وکیل کو بے نیت زکاة مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیت نہیں کی ادا ہوگئی۔ یوں زکاة کا مال ذمی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذمی کو دیتے وقت نیت کر لی تھی تو یہ نیت کافی ہے۔ (۱) "الدر المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۵۸: وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر قبل اس کے کہ وکیل فقیر کو دے، اُس نے زکاة کی نیت کر لی تو زکاة ہی ہے، اگرچہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیت سے فقیر کو دیا ہو۔ (۲) "الدر المختار" و "رد المحتار"، کتاب

مسئلہ ۵۹: ایک شخص چند زکاۃ دینے والوں کا وکیل ہے اور سب کی زکاۃ ملا دی تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے وہ تبرع ہے یعنی نہ مالکوں سے اس کا معاوضہ پائے گا نہ فقیروں سے، البتہ اگر فقیروں کو دینے سے پہلے مالکوں نے ملانے کی اجازت دے دی تو تاوان اس کے ذمہ نہیں۔ یو ہیں اگر فقیروں نے بھی اسے زکاۃ لینے کا وکیل کیا اور اُس نے ملا دیا تو تاوان اس پر نہیں مگر اس وقت یہ ضرور ہے کہ اگر ایک فقیر کا وکیل ہے اور چند جگہ سے اسے اتنی زکاۃ ملی کہ مجموعہ بقدر نصاب ہے تو اب جو جان کر زکاۃ دے اس کی زکاۃ ادا نہ ہوگی یا چند فقیروں کا وکیل ہے اور زکاۃ اتنی ملی کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی قدر ہے تو اب اس وکیل کو زکاۃ دینا جائز نہیں مثلاً تین فقیروں کا وکیل ہے اور چھ سو درم ملے کہ ہر ایک کا حصہ دو سو ہو جو نصاب ہے اور چھ سو سے کم ملا تو کسی کو نصاب کی قدر نہ ملا اور اگر ہر ایک فقیر نے اسے علیحدہ علیحدہ وکیل بنایا تو مجموعہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر ایک کو جو ملا ہے وہ دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بغیر فقیروں کی اجازت کے ملانا جائز نہیں اور ملا دے گا جب بھی زکاۃ ادا ہو جائیگی اور فقیروں کو تاوان دے گا اور اگر فقیروں کا وکیل نہ ہو تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ کتنی ہی نصائیں اُس کے پاس جمع ہو گئیں۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب

الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳. موضحاً (رد المحتار)

مسئلہ ۶۰: چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ یو ہیں دلال کو زرعین یا مبیع کا غلط (4) دلال کو خریدی گئی چیز کی قیمت یا خریدی گئی چیز کا ملانا۔) جائز نہیں۔ یو ہیں اگر چند فقیروں کے لیے سوال کیا تو جو ملا ہے اُن کی اجازت کے غلط کرنا جائز نہیں۔ یو ہیں آٹا پیسنے والے کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے گیسوں ملا دے، مگر جہاں ملا دینے پر عرف جاری ہو تو ملا دینا جائز ہے اور ان سب صورتوں میں تاوان دے گا۔ (5) "الفتاویٰ العالیہ"، کتاب الزكاة، فصل فی اداء

الزكاة، ج ۱، ص ۱۲۵ (خانہ)

مسئلہ ۶۱: اگر مؤکلوں (1) (وکیل کرنے والوں۔) نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہو گیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی، جب کہ مؤکل (2) (یعنی وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔) اس عرف سے واقف ہو، مگر دلال کو غلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۳. (رد المحتار)

مسئلہ ۶۲: وکیل کو اختیار ہے کہ مال زکاۃ اپنے لڑکے یا بی بی کو دیدے جب کہ یہ فقیر ہوں اور اگر لڑکا نابالغ ہے تو اُسے دینے کے لیے خود اس وکیل کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے، مگر اپنی اولاد یا بی بی کو اس وقت دے سکتا ہے، جب مؤکل نے اُن کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لیے نہ کہہ دیا ہو ورنہ انھیں نہیں دے سکتا۔ (4) المرجع السابق، ص ۲۲۴. (رد المحتار)

مسئلہ ۶۳: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاۃ دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو لے سکتا ہے۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الزكاة، ج ۳، ص ۲۲۴. (رد المحتار)

مسئلہ ۶۴: اگر زکاۃ دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا، خود ہی اُس کی طرف سے زکاۃ دے دی تو نہ ہوئی اگرچہ اب اُس نے جائز کر دیا ہو۔ (۶) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۲۲۳ (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: زکاۃ دینے والے نے وکیل کو زکاۃ کا روپیہ دیا وکیل نے اُسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکاۃ میں دے دیا تو جائز ہے، اگر یہ نیت ہو کہ اس کے عوض مؤکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خود خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکاۃ میں دیا تو زکاۃ ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور مؤکل کوتاوان دے گا۔ (۷) ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۴. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: زکاۃ کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے۔ (۸) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۴. (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے ان سو روپوں کا خیرات کر دینا ہے پھر گیا اور جاتے وقت یہ نیت کی کہ زکاۃ میں دے دوں گا تو زکاۃ میں نہیں دے سکتا۔ (۹) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱. (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: زکاۃ کا مال ہاتھ پر رکھا تھا، فقر الٹ لے گئے ادا ہو گئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اٹھ لیا اگر یہ اسے پہچانتا ہے اور راضی ہو گیا اور مال ضائع نہیں ہوا تو ہو گئی۔ (۱) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۸۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: امین کے پاس سے امانت ضائع ہو گئی، اس نے مالک کو دفع خصوصت کے لیے کچھ روپے دے دیے اور دیتے وقت زکاۃ کی نیت کر لی اور مالک فقیر بھی ہے زکاۃ ادا نہ ہوئی۔ (۲) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱. (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: مال کو بہ نیت زکاۃ علیحدہ کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے، یہاں تک کہ اگر وہ جاتا رہا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔ (۳) ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۵. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: سال پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کر دی، اگرچہ زکاۃ کی نیت نہ کی بلکہ نفل کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی زکاۃ ادا ہو گئی اور اگر کل فقیر کو دے دیا اور منت یا کسی اور واجب کی نیت کی تو دینا صحیح ہے، مگر زکاۃ اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوئی اور اگر مال کا کوئی حصہ خیرات کیا تو اس حصہ کی بھی زکاۃ ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس کے ذمہ ہے اور اگر کل مال ہلاک ہو گیا تو کل کی زکاۃ ساقط (۴) (یعنی محاف۔) ہو گئی اور کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب، اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔ ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہو گیا، مثلاً چوری ہو گئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی کو ہبہ کر دیا (۵) (یعنی غنی کو تحفہ میں دے دیا۔) تو زکاۃ بدستور واجب الادا ہے، ایک

پیشہ بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ بالکل نادار ہو۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۶۱. (عالمگیری)

(درمختار)

مسئلہ ۷۲: فقیر پر اُس کا قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاة ساقط ہوگئی اور جو معاف کیا تو اس جز کی ساقط ہوگئی اور اگر اس صورت میں یہ نیت کی کہ پورا زکاة میں ہو جائے تو نہ ہوگی اور اگر مالدار پر قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاة ساقط نہ ہوگی بلکہ اُس کے ذمہ ہے۔ فقیر پر قرض تھا معاف کر دیا اور یہ نیت کی کہ فلاں پر جو دین ہے یہ اُس کی زکاة ہے ادا نہ ہوئی۔ (7) المرجع السابق (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۳: کسی پر اُس کے روپے آتے ہیں، فقیر سے کہہ دیا اس سے وصول کر لے اور نیت زکاة کی کی بعد قبضہ ادا ہوگئی۔ فقیر پر قرض ہے اس قرض کو اپنے مال کی زکاة میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دے اور وہ میرے مال کی زکاة ہو جائے یہ نہیں ہو سکتا، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اُسے زکاة کا مال دے اور اپنے آتے ہوئے میں لے لے، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین سکتا ہے اور یوں بھی نہ ملے تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرے کہ اُس کے پاس ہے اور میرا نہیں دیتا۔ (1) "الدرا المختار"، کتاب الزکاة، ج ۳، ص ۲۲۶. وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۴: زکاة کا روپیہ مُردہ کی تجہیز و تکفین (2) (یعنی کفن و دفن) یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا، "اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔" (3) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۷.

"تاریخ بغداد"، رقم: ۳۵۶۸، ج ۷، ص ۱۳۵. (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵: زکاة علانیہ اور ظاہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ چھپا کر دینا افضل۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۱. (عالمگیری) زکاة میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریانہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واستحقاق عذاب ہے۔

مسئلہ ۷۶: زکاة دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاة کہہ کر دے، بلکہ صرف نیت زکاة کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکاة کی ہو ادا ہوگئی۔ (5) المرجع السابق. (عالمگیری) یوہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاة کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاة کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہذا زکاة کا لفظ نہ کہے۔

مسئلہ ۷۷: زکاة ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چھپا کر دے اور اگر ندی تھی اور اب دینا چاہتا ہے، مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے کر ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب فی زکاة

مسئلہ ۷۸: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالکِ نصاب نہ رہا یا اثناے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہو گیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاة نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہو گیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاة میں محسوب نہ ہوگا۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۶۔ (عائگیری)

مسئلہ ۷۹: مالکِ نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکاة دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو یا تین نصابوں کی زکاة دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکاة دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہو گیا تو سب کی ادا ہو گئی اور سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا، سال کے بعد اور حاصل کیا تو وہ زکاة اس میں محسوب نہ ہوگی۔ (3) المرجع السابق۔ (عائگیری)

مسئلہ ۸۰: مالکِ نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکاة دے سکتا ہے۔ (4) المرجع السابق۔ (عائگیری) لہذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاة میں دیتا رہے، ختم سال پر حساب کرے، اگر زکاة پوری ہو گئی فیہا اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دیدے، تاخیر جائز نہیں کہ نہ اُس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فوراً ادا کر دے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں جُرا کر دے۔ (5) (یعنی آئندہ سال میں اس کو شمار کرے۔)

مسئلہ ۸۱: ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکاة دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہو گئے تو یہ اس کی ہے، ورنہ سال آئندہ میں محسوب ہوگی یہ جائز ہے۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۶۔ (عائگیری)

مسئلہ ۸۲: یہ گمان کر کے کہ پاس روپے ہیں، پاسو کی زکاة دی پھر معلوم ہوا کہ چار ہی سوتھے تو جو زیادہ دیا ہے، سال آئندہ میں محسوب کر سکتا ہے۔ (7) "الفتاویٰ الخانیہ"، کتاب الزکاة، فصل فی اداء الزکاة، ج ۱، ص ۱۲۶۔ (خانہ)

مسئلہ ۸۳: کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکاة دی تو وہ دونوں کی زکاة ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہو گیا، اگرچہ وہی جس کی نیت سے زکاة دی ہے تو جو رہ گیا ہے اُس کی زکاة یہ ہو گئی اور اگر اس کے پاس گائے بکری اونٹ سب بقدر نصاب ہیں اور پیشتر سے ان میں ایک کی زکاة دی تو جس کی زکاة دی، اُسی کی ہے دوسرے کی نہیں یعنی جس کی زکاة دی ہے اگر اثناے سال میں اُس کی نصاب جاتی رہی تو وہ باقیوں کی زکاة نہیں قرار دی جائے گی۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۷۶۔ (عائگیری)

مسئلہ ۸۴: اثنائے سال میں جس فقیر کو زکاۃ دی تھی، ختم سال پر وہ مالدار ہو گیا یا مر گیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو زکاۃ پر اُس کا کچھ اثر نہیں وہ ادا ہو گئی، جس شخص پر زکاۃ واجب ہے اگر وہ مر گیا تو ساقط ہو گئی یعنی اس کے مال سے زکاۃ دینا ضرور نہیں، ہاں اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال تک وصیت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو کُل مال سے زکاۃ ادا کی جائے۔^(۲) المرجع السابق۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸۵: اگر شک ہے کہ زکاۃ دی یا نہیں تو اب دے۔^(۳) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج ۳، ص ۲۲۸۔ (ردالمحتار)

سائمہ کی زکاة کا بیان

سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔ (4) "تنویر الأبصار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۲۔ (تنویر) اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لا دینا یا بل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگر چہ چر کر گذر کرتا ہو، وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکاة واجب نہیں۔ یوہیں اگر گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائمہ نہیں، اگر چہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں، بلکہ اس کی زکاة قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چھ مہینے چرائی پر رہتا ہے اور چھ مہینے چارہ پاتا ہے تو سائمہ نہیں اور اگر یہ ارادہ تھا کہ اسے چارہ دیں گے یا اس سے کام لیں گے مگر کیا نہیں، یہاں تک کہ سال ختم ہو گیا تو زکاة واجب ہے اور اگر تجارت کے لیے تھا اور چھ مہینے یا زیادہ تک چرائی پر رکھا تو جب تک یہ نیت نہ کرے کہ یہ سائمہ ہے، فقط چرانے سے سائمہ نہ ہوگا۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صلۃ السوائم، ج ۱، ص ۱۷۶۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲: تجارت کے لیے خریدا تھا پھر سائمہ کر دیا، تو زکاة کے لیے ابتداءً سال اس وقت سے ہے خریدنے کے وقت سے نہیں۔ (2) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۵۔ (درمختار)

مسئلہ ۳: سال تمام سے پہلے سائمہ کو کسی چیز کے بدلے بیچ ڈالا، اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جس پر زکاة واجب ہوتی ہے اور پہلے سے اس کی نصاب اس کے پاس موجود نہیں، تو اب اس کے لیے اُس وقت سے سال شمار کیا جائے گا۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۵۔ (درمختار)

مسئلہ ۴: وقف کے جانور اور جہاد کے گھوڑے کی زکاة نہیں۔ یوہیں اندھے یا ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے جانور کی زکاة نہیں، البتہ اندھا اگر چرائی پر رہتا ہے تو واجب ہے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب السائمۃ، ج ۳، ص ۲۳۶۔ یوہیں اگر نصاب میں کمی ہے اور اس کے پاس اندھا جانور ہے کہ اس کے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو زکاة واجب ہے۔ (عالمگیری)

تین قسم کے جانوروں کی زکاة واجب ہے، جب کہ سائمہ ہوں۔

(۱) اونٹ۔

(۲) گائے۔

(۳) بکری۔

لہذا ان کی نصاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد دیگر احکام بیان کیے جائیں گے۔

اونٹ کی زکاة کا بیان

صحیحین میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”پانچ اونٹ سے کم

میں زکاۃ نہیں۔“ (5) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاۃ، باب لیس فیما دون خمسة أوسق صدقة، الحديث: ۲۲۶۳، ص ۸۳۱ اور اُس کی

زکاۃ میں تفصیل صحیح بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے، جو انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔ (6)

مسئلہ ۱: پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو، وعلیٰ ہذا القیاس۔ (1) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب

الزکاۃ، الباب الثاني في صدقة المواشم، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۷۷، (علماء کتب)

مسئلہ ۲: زکاۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکر اس کا اختیار ہے۔ (2)

”رد المحتار“، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸، (رد المحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ غنویں یعنی اُن کی کچھ زکاۃ نہیں، مثلاً سات آٹھ ہوں، جب بھی

وہی ایک بکری ہے۔ (3) ”الدر المختار“، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸، (در مختار)

مسئلہ ۴: پچیس اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو ایک سال کا ہو چکا، دوسری برس میں ہو۔

پینتیس تک یہی حکم ہے یعنی وہی بنت مخاض دیں گے۔ چھتیس سے پینتیس تک میں ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ

بچہ جو دو سال کا ہو چکا اور تیسری برس میں ہے۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں دو بنت لبون یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی چوتھی

میں ہو۔ اٹھ سے پچھتر تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ چھتر سے نوے تک میں دو بنت لبون۔

اکانوے سے ایک سو تیس تک میں دو حثہ۔ اس کے بعد ایک سو پینتالیس تک دو حثہ اور ہر پانچ میں ایک بکری، مثلاً ایک

سو پچیس میں دو حثہ ایک بکری اور ایک سو تیس میں دو حثہ دو بکریاں، (4) مزید آسانی کے لیے یہ نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

اونٹ کا نصاب

| تعداد جن پر زکاۃ واجب ہے | شرح زکاۃ |
|--------------------------|-----------------------------|
| ۵ سے ۹ تک | ایک بکری |
| ۱۰ سے ۱۴ تک | دو بکریاں |
| ۱۵ سے ۱۹ تک | تین بکریاں |
| ۲۰ سے ۲۴ تک | چار بکریاں |
| ۲۵ سے ۳۵ تک | ایک سال کی اونٹنی |
| ۳۶ سے ۴۵ تک | دو سال کی اونٹنی |
| ۴۶ سے ۶۰ تک | تین سال کی اونٹنی |
| ۶۱ سے ۷۵ تک | چار سال کی اونٹنی |
| ۷۶ سے ۹۰ تک | دو دو سال کی دو اونٹنیاں |
| ۹۱ سے ۱۲۰ تک | تین، تین سال کی دو اونٹنیاں |

وعلیٰ ہذا القیاس (5) یعنی ایک سو پینتیس میں دو حثہ تین بکریاں، ایک سو چالیس میں دو حثہ چار بکریاں اور ایک سو پینتالیس میں دو حثہ اور ایک بنت مخاض۔۔۔ پھر

ایک سو چالیس میں تین حثہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک

بکری اور پچیس میں بنت مخاض، چھتیس میں بنت لبون، یہ ایک سو چھیالیس، بلکہ ایک سو پچانوے تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے

میں تین ۱۹۶ ھ اور ایک بنت لبون۔ پھر ایک سو چھیانوے سے دو سو تک چار ۲۰۰ ھ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں۔ پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں، جو ایک سو پچاس کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری، چھپیس^{۲۵} میں بنت مخاض، چھپیس^{۲۶} میں بنت لبون۔ پھر دو سو چھیالیس سے دو سو پچاس تک پانچ ۲۵۰ ھ علیٰ ہذا القیاس۔ (۱) انظر: "تبیین الحقائق"، کتاب الزکوة، باب صدقة الموائم، ج ۲، ص ۳۴، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکوة، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸ - ۲۴۰.

(عامہ کتب)

مسئلہ ۵: اونٹ کی زکاة میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو، نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔ (۲) "الدرالمختار"، کتاب الزکوة، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۴۰ (در مختار)

گائے کی زکاة کا بیان

ابوداؤد و ترمذی و نسائی و دارمی و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ فرمایا: کہ "ہر تیس گائے سے ایک تیج یا تیبعہ لیں اور ہر چائیس میں ایک مسن یا مسنہ۔" (۳) "سنن أبي داود"، کتاب الزکوة، باب فی زکاة السائمة، الحدیث: ۱۵۷۶، ص ۱۳۴ اور اسی کے مثل ابوداؤد کی دوسری روایت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے جانور کی زکاة نہیں۔ (۴) "سنن أبي داود"، کتاب الزکوة، باب فی زکاة السائمة، الحدیث: ۱۵۷۲، ص ۱۳۳۹

مسئلہ ۱: تیس سے کم گائیں ہوں تو زکاة واجب نہیں، جب تیس پوری ہوں تو ان کی زکاة ایک تیج یعنی سال بھر کا بچھڑا یا تیبعہ یعنی سال بھر کی بھری بچھڑا ہے اور چائیس ہوں تو ایک مسن یعنی دو سال کا بچھڑا یا مسنہ یعنی دو سال کی بچھڑا، اسٹھ تک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ میں دو تیج یا تیبعہ پھر ہر تیس میں ایک تیج یا تیبعہ اور ہر چائیس میں ایک مسن یا مسنہ، مثلاً ستر میں ایک تیج اور ایک مسن اور اسی^۸ میں دو مسن (۵) مزید آسانی کے لیے یہ نقشہ ملاحظہ کیجئے۔

گائے کا نصاب

| تعداد جن پر زکاة واجب ہے | شرح زکاة |
|--------------------------|---|
| ۳۰ سے ۳۹ تک | ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑا |
| ۳۰ سے ۵۹ تک | پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھڑا |
| ۶۰ سے ۶۹ تک | ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھڑیاں |
| ۷۰ سے ۸۹ تک | ایک سال کا بچھڑا یا بچھڑا اور ایک دو سال کا بچھڑا |
| ۸۰ سے ۸۹ تک | دو سال کے دو بچھڑے |

، علیٰ ہذا القیاس۔ اور جس جگہ تیس اور چائیس دونوں ہو سکتے ہوں وہاں، اختیار ہے کہ تیج زکاة میں دیں یا مسن، مثلاً ایک سو تیس میں اختیار ہے کہ چار تیج دیں یا تین مسن۔ (۱) "الدرالمختار"، کتاب الزکوة، باب زکاة البقر، ج ۳، ص ۲۴۱. (عامہ کتب)

کتب

مسئلہ ۲: بھینس گائے کے حکم میں ہے اور اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکاة میں ملا دی جائیں گی، مثلاً تیس

گائے ہیں اور دس بھینسیں تو زکاة واجب ہو گئی اور زکاة میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائیں زیادہ ہوں تو گائے کا بچہ اور بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس کا اور اگر کوئی زیادہ نہ ہو تو زکاة میں وہ لیں جو اعلیٰ سے کم ہو اور ادنیٰ سے اچھا۔ (2)

”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۱۷۸ (عامہ لکیری)

مسئلہ ۳: گائے بھینس کی زکاة میں اختیار ہے کہ نہ لیا جائے یا مادہ، مگر افضل یہ ہے کہ گائیں زیادہ ہوں تو بچہ لیا اور نہ لیا تو بھینس (3) المرجع السابق (عامہ لکیری)

بکریوں کی زکاة کا بیان

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انھیں بحرین بھیجا تو فرانس صدقہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے لکھ کر دیے، ان میں بکری کی نصاب کا بھی بیان ہے اور یہ کہ زکاة میں نہ بوڑھی بکری دی جائے، نہ عیب والی نہ بکرا۔ (4) ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، الحدیث:

۱۱۴ ص ۱۴۵۴

ہاں اگر مصدق (صدقہ وصول کرنے والا) چاہے تو لے سکتا ہے۔ (5) ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، الحدیث: ۱۴۵۵، ص ۱۱۴ اور زکاة کے خوف سے نہ متفرق کو جمع کریں نہ مجتمع کو متفرق کریں۔

مسئلہ ۱: چائیس سے کم بکریاں ہوں تو زکاة واجب نہیں اور چائیس ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو اکیس میں دو اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو پر ایک (1) مزید آسانی کے لیے یہ تقسیم ملاحظہ کیجئے۔

بکری کا نصاب

| تعداد جن پر زکاة فرض ہے | شرح زکاة |
|-------------------------|-------------------|
| ۳۰ سے ۱۲۰ تک | ایک بکری |
| ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک | دو بکریاں |
| ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک | تین بکریاں |
| ۴۰۰ سے ۵۹۹ تک | چار بکریاں |
| ۶۰۰ سے ۷۹۹ تک | ایک بکری کا اضافہ |

اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔ (2) ”توسیر الأبصار“ و ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۳ و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۷۸ (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: زکاة میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جاسکتا ہے۔ (3) ”الدر المختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۳ (در مختار)

مسئلہ ۳: بھیڑ و دنبہ بکری میں داخل ہیں، کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں اور زکاة میں بھی ان کو دے سکتے ہیں مگر سال سے کم کے نہ ہوں۔ (4) المرجع السابق، ص ۲۴۲ (در مختار)

مسئلہ ۴: جانوروں میں نسب ماں سے ہوتا ہے، تو اگر ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو بکریوں میں شمار ہوگا

اور نصاب میں اگر ایک کی کمی ہے تو اُسے ملا کر پوری کریں گے، بکرے اور ہرنی سے ہے تو نہیں۔ یوہیں نیل گائے اور نیل سے ہے تو گائے نہیں اور نیل گائے نرا اور گائے سے ہے تو گائے ہے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج ۱، ص ۱۷۸۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: جن جانوروں کی زکاة واجب ہے وہ کم سے کم سال بھر کے ہوں، اگر سب ایک سال سے کم کے بچے ہوں تو زکاة واجب نہیں اور اگر ایک بھی اُن میں سال بھر کا ہو تو سب اسی کے تابع ہیں، زکاة واجب ہو جائے گی، یعنی مثلاً بکری کے چائٹس بچے سال سال بھر سے کم کے خریدے تو وقت خریداری سے ایک سال پر زکاة واجب نہیں کہ اس وقت قابل نصاب نہ تھے بلکہ اُس وقت سے سال لیا جائے گا کہ ان میں کا کوئی سال بھر کا ہو گیا۔ یوہیں اگر اس کے پاس بقدر نصاب بکریاں تھیں اور چھ مہینے گزرنے کے بعد اُن کے چائٹس بچے ہوئے پھر بکریاں جاتی رہیں، بچے باقی رہ گئے تو اب سال تمام پر یہ بچے قابل نصاب نہیں، لہذا زکاة واجب نہیں۔ (1) "الحوہرة النيرة"، کتاب الزکاة، باب زکاة الخیل، ص ۱۵۴ (جوہرہ)

مسئلہ ۶: اگر اُس کے پاس اونٹ، گائیں، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے خلط نہ کریں گے اور زکاة واجب نہ ہوگی۔ (2) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۸۰۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: زکاة میں متوسط درجہ کا جانور لیا جائے گا چُن کر عمدہ نہ لیں، ہاں اُس کے پاس سب اچھے ہی ہوں تو وہی لیں اور گا بھن اور وہ جانور نہ لیں جسے کھانے کے لیے قربہ کیا ہو، نہ وہ مادہ لیں جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے نہ بکر الیا جائے۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۵۱ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جس عمر کا جانور دینا واجب آیا وہ اس کے پاس نہیں اور اس سے بڑھ کر موجود ہے تو وہ دے دے اور جو زیادتی ہو واپس لے، مگر صدقہ وصول کرنے والے پر لے لینا واجب نہیں اگر نہ لے اور اُس جانور کو طلب کرے جو واجب آیا یا اس کی قیمت تو اُسے اس کا اختیار ہے جس عمر کا جانور واجب ہوا وہ نہیں ہے اور اس سے کم عمر کا ہے تو وہی دیدے اور جو کمی پڑے اُس کی قیمت دے یا واجب کی قیمت دیدے دونوں طرح کر سکتا ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثانی فی صدقة السوائم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۷۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۹: گھوڑے، گدھے، خچر اگر چہ چرائی پر ہوں ان کی زکاة نہیں، ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اُس کا چالیسواں حصہ زکاة میں دیں۔ (5) "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۴۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: دونصابوں کے درمیان جو عفو ہے اس کی زکاة نہیں ہوتی یعنی بعد سال تمام اگر وہ عفو ہلاک ہو جائے تو زکاة میں کوئی کمی نہ ہوگی اور واجب ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہوگی تو اس کی زکاة بھی ساقط ہوگی اور ہلاک پہلے عفو کی طرف پھیریں گے، اس سے بچے تو اُس کے متصل جو نصاب ہے اس کی طرف پھر بھی بچے تو اسکے بعد علیٰ ہذا القیاس۔

مثلاً اسی بکریاں تھیں چائیکس مرگئیں تو اب بھی ایک بکری واجب رہی کہ چالیس کے بعد دوسرا چالیس عفو ہے اور چالیس اونٹ میں پندرہ مر گئے تو بنتِ مخاض واجب ہے کہ چالیس میں چار عفو ہیں وہ نکالے، اس کے بعد چھٹیس کی نصاب ہے وہ بھی کافی نہیں، لہذا گیارہ اور نکالے، پچیس رہے ان میں بنتِ مخاض کا حکم ہے بس یہی دیں گے۔ (1)

”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۶۔ وغیرہما (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: دو بکریاں زکاة میں واجب ہوئیں اور ایک فرہ بکری دی جو قیمت میں دو کی برابر ہے زکاة ادا ہوگئی۔

(2) (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: سال تمام کے بعد مالکِ نصاب نے نصاب خود ہلاک کر دی تو زکاة ساقط نہ ہوگی، مثلاً جانور کو چار اپانی نہ دیا گیا کہ مر گیا زکاة دینی ہوگی۔ یوہیں اگر اُس کا کسی پر قرض تھا اور وہ مقروض مالدار ہے سال تمام کے بعد اس نے معاف کر دیا تو یہ ہلاک کرنا ہے، لہذا زکاة دے اور اگر وہ نادار تھا اور اس نے معاف کر دیا تو ساقط ہوگئی۔ (3)

”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۷۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مالکِ نصاب نے سال تمام کے بعد قرض دے دیا یا عاریت دی یا مال تجارت کو مال تجارت کے بدلے بیچا اور جس کو دیا تھا اُس نے انکار کر دیا اور اُس کے پاس ثبوت نہیں یا وہ مر گیا اور ترک نہ چھوڑا تو یہ ہلاک کرنا نہیں، لہذا زکاة ساقط ہوگئی۔ اور اگر سال تمام کے بعد مال تجارت کو غیر مال تجارت کے عوض بیچ ڈالا یعنی اس کے بدلے میں جو چیز لی اُس سے تجارت مقصود نہیں، مثلاً خدمت کے لیے غلام یا پہننے کے لیے کپڑے خریدے یا سائمنہ کو سائمنہ کے بدلے بیچا اور جس کے ہاتھ بیچا اُس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور ترک نہ چھوڑا تو یہ ہلاک نہیں بلکہ ہلاک کرنا ہے، لہذا زکاة واجب ہے۔ سال تمام کے بعد مال تجارت کو عورت کے مہر میں دے دیا یا عورت نے اپنی نصاب کے بدلے شوہر سے خلع لیا تو زکاة دینی ہوگی۔ (4)

”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۸۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اس کے پاس روپے اشرفیاں تھیں جن پر سال گزرا مگر ابھی زکاة نہیں دی، ان کے بدلے تجارت کے لیے کوئی چیز خریدی اور یہ چیز ہلاک ہوگئی تو زکاة ساقط ہوگئی مگر جب کہ اتنی گراں (5) (مہنگی) ریدی کہ اتنے نقصان کے ساتھ لوگ نہ خریدتے ہوں تو اُس کی اصلی قیمت پر جو کچھ زیادہ دیا ہے، اس کی زکاة ساقط نہ ہوگی کہ وہ ہلاک کرنا ہے اور اگر تجارت کے لیے نہ ہو، مثلاً خدمت کے لیے غلام خریدا، وہ مر گیا تو اس روپے کی زکاة ساقط نہ ہوگی۔ (6)

”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۴۸۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: بادشاہ اسلام نے اگرچہ ظالم یا باغی ہو، سائمنہ کی زکاة لے لی یا عشر وصول کر لیا اور انھیں محل پر صرف کیا تو اعادہ کی حاجت نہیں اور محل پر صرف نہ کیا تو اعادہ کیا جائے اور خراج لے لیا تو مطلقاً اعادہ کی حاجت نہیں۔

(1) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب زکاة الغنم، ج ۳، ص ۲۵۵۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: مُصدّق (زکاة وصول کرنے والے) کے سامنے سائمنہ بیچ ڈالا تو مُصدّق کو اختیار ہے چاہے بقدر زکاة

اس میں سے قیمت لے لے اور اس صورت میں بیع تمام ہوگئی اور چاہے جو جانور واجب ہوا وہ لے لے اور اس وقت جو لیا اس کے حق میں بیع باطل ہوگی اور اگر مُصدّق وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس وقت آیا کہ مجلس عقد سے وہ دونوں جُدا ہو گئے تو اب جانور نہیں لے سکتا، جو جانور واجب ہوا، اُس کی قیمت لے لے۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثالث، فی زکاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: جس غلّہ پر عشر واجب ہوا اُسے بیع ڈالا تو مُصدّق کو اختیار ہے چاہے بائع (3) (فروخت کرنے والے) سے اس کی قیمت لے یا مشتری (4) (خریدنے والے) سے اُتنا غلّہ واپس لے، بیع اس کے سامنے ہوئی ہو یا دونوں کے جُدا ہونے کے بعد مُصدّق آیا۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثالث، فی زکاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اسی^۸ بکریاں ہیں تو ایک بکری زکاة کی ہے، یہ نہیں کیا جاسکتا کہ چالیس چالیس کے دو گروہ کر کے دو زکاة میں لیں اور اگر دو شخصوں کی چالیس چالیس بکریاں ہیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ انھیں جمع کر کے ایک گروہ کر دیں کہ ایک ہی بکری زکاة میں دینی پڑے، بلکہ ہر ایک سے ایک ایک لی جائے گی۔ یو ہیں اگر ایک کی انتالیس ہیں اور ایک کی چالیس تو انتالیس والے سے کچھ نہ لیں گے، غرض نہ مجتمع کو متفرق کریں گے، نہ متفرق کو مجتمع۔ (6) المرجع السابق۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: مولیٰ میں شرکت سے زکاة پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکاة واجب اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے، اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے کی تیس تو چالیس والے پر ایک بکری تیس والے پر کچھ نہیں اگر اور کسی کی بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (7) المرجع السابق۔ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اسی^۸ بکریوں میں الکیا سی شریک ہیں، یوں کہ ایک شخص ہر بکری میں نصف کا مالک ہے اور ہر بکری کے دوسرے نصف کا ان میں سے ایک ایک شخص مالک ہے تو اُس کے سب حصوں کا مجموعہ چالیس کے برابر ہوا اور یہ سب صرف آدھی آدھی بکری کے حصہ دار ہوئے، مگر زکاة کسی پر نہیں۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۲، ص ۲۸۱۔ (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شرکت کی مولیٰ میں زکاة دی گئی تو ہر ایک پر اُس کے حصہ کی قدر ہے، جو کچھ حصہ سے زائد گیا وہ شریک سے واپس لے، مثلاً ایک کی اکتالیس بکریاں ہیں، دوسرے کی ۲۲^۸ کل ایک سو تیس ہوئیں اور دو زکاة میں لی گئیں، یعنی ہر ایک سے ایک مگر چونکہ ایک ایک تہائی کا شریک ہے اور دوسرا دو کا، لہذا ہر بکری میں دو تہائی والے کی دو تہائیاں گئیں، جن کا مجموعہ ایک تہائی اور ایک بکری ہے اور ایک تہائی والے کی ہر بکری میں ایک ہی تہائی گئی کہ مجموعہ دو تہائیاں ہوا اور اُس پر واجب ایک بکری ہے، لہذا دو تہائیوں والا ایک تہائی والے سے تہائی لینے کا مستحق ہے اور اگر کل اسی^۸ بکریاں ہیں، ایک دو تہائی کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا اور زکاة میں ایک بکری لی گئی تو تہائی کا حصہ دار اپنے

شریک سے تہائی بکری کی قیمت لے کہ اس پر زکاة واجب نہیں۔ (2) ”ردالمحتار“ کتاب الزکاة، باب زکاة العمال، ج ۳، ص ۲۸۰۔ (رد المحتار)

سونے چاندی مال تجارت کی زکاة کا بیان

حدیث ۱: سنن ابی داود و ترمذی میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”گھوڑے اور لونڈی غلام کی زکاة میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکاة ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو، مگر ایک سونے میں کچھ نہیں، جب دوسو درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔“ (3) ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الذهب والورق، الحدیث: ۶۲۰، ص ۱۷۰۷۔

حدیث ۲: ابوداؤد کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے، کہ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ہے، مگر جب تک دو درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں جب دو سو پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔ (4) ”سنن أبی داود“، کتاب الزکاة، باب فی زکاة السائمة، الحدیث: ۱۵۷۲، ص ۱۳۳۹۔

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ دو عورتیں حاضر خدمت اقدس ہوئیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، ارشاد فرمایا: ”تم اس کی زکاة ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: تو کیا تم اُسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تو اس کی زکاة ادا کرو۔“ (5) ”جامع الترمذی“، أبواب الزکاة، باب ما جاء فی زکاة الحلی، الحدیث: ۶۳۷، ص ۱۷۰۹۔

حدیث ۴: امام مالک و ابوداؤد و امام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں: میں سونے کے زیور پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کی یا رسول اللہ (عز وجل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ کنز ہے (جس کے بارے میں قرآن مجید میں وعید آئی)؟ ارشاد فرمایا: ”جو اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکاة ادا کی جائے اور ادا کر دی گئی تو کنز نہیں۔“ (1) ”سنن أبی داود“، کتاب الزکاة، باب الكنز ما هو؟ زکاة الحلی، الحدیث: ۱۵۶۴، ص ۱۳۳۸۔

حدیث ۵: امام احمد باساند حسن اسما بنت یزید سے راوی، کہتی ہیں۔ میں اور میری خالہ حاضر خدمت اقدس ہوئیں اور ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: ”اس کی زکاة دیتی ہو، عرض کی نہیں۔ فرمایا: کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے، اس کی زکاة ادا کرو۔“ (2) ”المسنند“ للإمام أحمد بن حنبل، من حدیث أسماء ابنة یزید، الحدیث: ۲۷۶۸۵، ج ۱۰، ص ۴۴۶۔

حدیث ۶: ابوداؤد و دوسرہ بن جنبد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ ”جس کو ہم بیع (تجارت) کے لیے مہیا کریں، اس کی زکاة نکالیں۔“ (3) ”سنن أبی داود“، کتاب الزکاة، باب العروض اذا كانت للتجارة هل فیها زکاة؟، الحدیث: ۱۵۶۲، ص ۱۳۳۸۔

مسئلہ ۱: سونے کی نصاب میں مشقتال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دو سو درہم یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ رائج روپیہ سوا گیا رہا ماشے ہے۔ سونے چاندی کی زکاة میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ

نہیں، مثلاً سات تو لے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کارگیری کی وجہ سے دوسودرم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تو لے سے کم کی قیمت دوسودرم سے بڑھ جائے، جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تو لے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی، غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو۔ یوہیں سونے کی زکاۃ میں سونے اور چاندی کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ وزن کا اگرچہ اس میں بہت کچھ صنعت ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کر دوس آنے بھری چاندی بک رہی ہے اور زکاۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا قرار دیا جاتا ہے تو زکاۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشے چاندی دی، یہ چھ آنے بلکہ کچھ اوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۶۷ - ۲۷۰۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۲: یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکاۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اُس کی جنس کی زکاۃ اُسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکاۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً سونے کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا، اگرچہ وزن میں اس کی چاندی پندرہ روپے بھر بھی نہ ہو۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۰۔ (ردالمختار)

مسئلہ ۳: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا اُن کے سکتے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن یا استعمال نا جائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، مُر مہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے یا مرد کے لیے سونے چاندی کا چھلّا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا چند انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو زکاۃ سب کی واجب ہے، مثلاً $\frac{1}{5}$ تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکاۃ واجب ہے یا ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۰۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو، جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو اُن کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکاۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اُس سکتے سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو، جیسے ہندوستان میں روپیہ کا زیادہ چلن ہے، اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی دونوں کے سکوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں، مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اُسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ

نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے، دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔ (3) المرجع السابق، ص ۲۷۰ - ۲۷۲ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکاة بھی واجب ہے، مثلاً دو سو چالیس درم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکاة میں چھ درم واجب، یعنی ایک تولہ ۶ ماشہ $\frac{1}{8}$ رتی یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ۱۰ تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ماشہ $\frac{1}{8}$ رتی بڑھائیں اور سونا تو تولہ ہو تو دو ماشہ ۵ $\frac{3}{8}$ رتی یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ایک تولہ ۶ ماشہ پر ۳ $\frac{3}{8}$ رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً نو تولہ سے ایک رتی کم اگر سونا ہے تو زکاة وہی ۷ تولہ ۶ ماشہ کی واجب ہے یعنی ۲ ماشہ۔ یوہیں چاندی اگر ۶۳ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکاة وہی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کی ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی واجب۔ یوہیں پانچویں حصہ کے بعد جو زیادتی ہے، اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف و علیٰ ہذا القیاس۔ مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔ (1) "الدرالمختار"

کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۲. (درمختار)

مسئلہ ۶: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکاة واجب ہے۔ یوہیں اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکاة واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جد ا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ شمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکاة واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اُسے مال تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود دیا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکاة واجب ہے ورنہ نہیں۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۳ - ۲۷۵. (درمختار)

مسئلہ ۷: سونے چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدر نصاب ہے، تنہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکاة دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کل سونا ہی قرار دیں۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۷۵ - ۲۷۷. (درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۸: کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصائیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکاة ادا کرے، بلکہ ہر ایک کی زکاة علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکاة دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکاة ادا کرے تو اسے اختیار ہے، مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرافیوں کے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکاة میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی

چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے، مثلاً سوا چھبیس تو لے چاندی ہے اور پونے چار تو لے سونا، اگر پونے چار تو لے سونے کی چاندی سوا چھبیس تو لے آتی ہے اور سوا چھبیس تو لے چاندی کا پونے چار تو لے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تو لے سونے کے بدلے ۳۷ تو لے چاندی آتی ہے اور سوا چھبیس تو لے چاندی کا پونے چار تو لے سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے، بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اُس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یوں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں ہے تو اس کی بھی زکاۃ دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچواں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں ملائیں، اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے، مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے، جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔ (۱) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج ۳، ص ۲۷۸، وغیرہما (درمختار، ردالمحتار)

(وغیرہما)

مسئلہ ۹: پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی (۲) یعنی ساڑھے ہاون تو لے۔ یا بیس مثقال سونے (۳) یعنی ساڑھے سات تو لے۔ کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکاۃ واجب ہے (۴) "فتاویٰ قاری الہدایہ"، ص ۲۹، اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ) نوٹ کی زکاۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمن اصطلاحی (۵) وہ جن ہے جو در حقیقت متاع (سامان) ہے لیکن لوگوں کی اصطلاح نے اسے ثمن بنا دیا۔ ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۰: جو مال کسی پر دین (۶) یہاں دین سے مراد مطلقاً قرض ہی نہیں، بلکہ ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو، ہو، اس کی زکاۃ کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر دین قوی ہو، جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مال تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اُس نے بہ نیت تجارت خریدا، اُسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا یا مال تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیت تجارت خریدی، اُسے کسی کو سکونت یا زراعت کے لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اُس پر دین ہے تو دین قوی ہوگا اور دین قوی کی زکاۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب الادا اُس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے، مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم دینا واجب ہوگا اور اسی وصول ہوئے تو دو، علیٰ ہذا القیاس۔ دوسرے دین متوسط کہ کسی مالی غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ

ذالی اور درآمد خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکاة دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دوسو درم پر قبضہ ہو جائے۔ یو ہیں اگر مورت کا دین اُسے ترکہ میں ملا اگرچہ مال تجارت کا عوض ہو، مگر وارث کو دوسو درم وصول ہونے اور مورت کی موت کو سال گزرنے پر زکاة دینا لازم آئے گا۔ تیسرے دین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر، بدل خلع، دیت، بدل کتابت یا مکان یا دوکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ کرایہ دار پر چڑھا، اس میں زکاة دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکاة واجب ہے۔

پھر اگر دین قوی یا متوسط کئی سال کے بعد وصول ہو تو اگلے سال کی زکاة جو اس کے ذمہ دین ہوتی رہی وہ پچھلے سال کے حساب میں اسی رقم پر ڈالی جائے گی، مثلاً عمرو پر زید کے تین سو درم دین قوی تھے، پانچ برس بعد چالیس درم سے کم وصول ہوئے تو کچھ نہیں اور چالیس وصول ہوئے تو ایک درم دینا واجب ہوا، اب اتالیس باقی رہے کہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہے، لہذا باقی برسوں کی ابھی واجب نہیں اور اگر تین سو درم دین متوسط تھے تو جب تک دوسو درم وصول نہ ہوں کچھ نہیں اور پانچ برس بعد دوسو وصول ہوئے تو اکیس واجب ہوں گے، سال اول کے پانچ اب سال دوم میں ایک سو پچانوے رہے ان میں سے پینتیس کہ خمس سے کم ہیں معاف ہو گئے، ایک سو ساٹھ رہے اس کے چار درم واجب لہذا سال سوم میں ایک سو اکانوے رہے، ان میں بھی چار درم واجب، چارم میں ایک سو ستاسی رہے، پنجم میں ایک سو تراسی رہے ان میں بھی چار چار درم واجب، لہذا اکل اکیس درم واجب الادا ہوئے۔ (۱) "الدرا المختار" و "ردالمختار"، کتاب

الزکاة، باب زکاة المال، مطلب فی وجوب الزکاة فی دین المرصد، ج ۳، ص ۲۸۱ - ۲۸۳، وغیرہما (در مختار، رد المختار، وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: اگر دین سے پہلے سال نصاب رواں تھا تو جو دین اثنائے سال میں کسی پر لازم آیا، اس کا سال بھی وہی قرار دیا جائے گا جو پہلے سے چل رہا ہے، وقت دین سے نہیں اور اگر دین سے پہلے اس جنس کی نصاب کا سال رواں نہ ہو تو وقت دین سے شمار ہوگا۔ (۲) "ردالمختار"، کتاب الزکاة، مطلب فی وجوب الزکاة فی دین المرصد، ج ۳، ص ۲۸۳۔ (رد المختار)

مسئلہ ۱۲: کسی پر دین قوی یا متوسط ہے اور قرض خواہ کا انتقال ہو گیا تو مرتے وقت اس دین کی زکاة کی وصیت ضرور نہیں کہ اس کی زکاة واجب الادا تھی ہی نہیں اور وارث پر زکاة اس وقت ہوگی جب مورت کی موت کو ایک سال گزر جائے اور چالیس درم دین قوی میں اور دوسو درم دین متوسط میں وصول ہو جائیں۔ (۱) "ردالمختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، مطلب فی وجوب الزکاة فی دین المرصد، ج ۳، ص ۲۸۳۔ (رد المختار)

مسئلہ ۱۳: سال تمام کے بعد دائن نے دین معاف کر دیا یا سال تمام سے پہلے مال زکاة ہبہ کر دیا تو زکاة ساقط ہوگئی۔ (۲) "الدرا المختار"، کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ج ۳، ص ۲۸۳ - ۲۸۵۔ (در مختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے مہر کا روپیہ وصول کر لیا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکاة پورے کی واجب ہے اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔ (۳) المرجع السابق،

(در مختار) ۲۸۵۔

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ فلاں کا مجھ پر دین ہے اور اُسے دے بھی دیا پھر سال بھر بعد دونوں نے کہا دین نہ تھا تو کسی پر زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، فی مسائل شنی، ج ۱، ص ۱۸۲۔ (عالمگیری) مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اُس کے خیال میں دین ہو، ورنہ اگر محض زکاۃ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تو عند اللہ مواخذہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۱۶: مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے، مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دوسو درم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تو لے چاندی یا ساڑھے سات تو لے سونے کی قدر ہو۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۷۹۔ (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملا لیں گے۔

مسئلہ ۱۷: غلہ یا کوئی مال تجارت سال تمام پر دوسو درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکاۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس قیمت کی کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تھی اب خشک ہوگئی، جب بھی وہی قیمت لگائیں جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی، اب بھیک گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔ (6) المرجع السابق، ص ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اُس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۸۰۔ (عالمگیری) ظاہر یہ ہے کہ یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو، جیسے لکڑی اور وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے۔

مسئلہ ۱۹: کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیکھیں ہوں، اُن کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں کرایہ کے مکان کی۔ (2) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گھوڑے کی تجارت کرتا ہے، جُھول (3) (یعنی گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا) اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو اُن کی زکاۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکاۃ دے۔ نان بائی نے روٹی پکانے کے لیے لکڑیاں خریدیں یا روٹی میں ڈالنے کو نمک خریدا تو ان کی زکاۃ نہیں اور روٹی پر چھڑکنے کو تیل خریدے تو تیلوں کی زکاۃ واجب ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب

الزکاۃ، الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۱۸۰۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے اپنا مکان تین سال کے لیے تین سو درم سال کے کرایہ پر دیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور جو کرایہ میں آتا ہے، سب کو محفوظ رکھتا ہے تو آٹھ مہینے گزرنے پر نصاب کا مالک ہو گیا کہ آٹھ ماہ میں دوسو درم کرایہ کے ہوئے، لہذا آج سے سال زکاۃ شروع ہوگا اور سال پورا ہونے پر پانسو درم کی زکاۃ دے کہ بیس ماہ کا کرایہ

پانسو ہوا، اب اس کے بعد ایک سال اور گزرا تو آٹھ سو کی زکاة دے، مگر سال اول کی زکاة کے ساڑھے بارہ درم کم کیے جائیں۔ (5) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، فی مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱۔ (عالمگیری) بلکہ آٹھ سو میں چالیس کم کی زکاة واجب ہوگی کہ چالیس سے کم کی زکاة نہیں بلکہ عفو ہے۔

مسئلہ ۲۲: ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درم ہیں اور کچھ مال نہیں، اس نے سودرم سالانہ کرایہ پر ڈل سال کے لیے مکان لیا اور وہ محل روپے مالک مکان کو دے دیے تو پہلے سال میں نو سو کی زکاة دے کہ سو کرایہ میں گئے، دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکاة کے ساڑھے بائیس درم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکاة دے۔ اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سال گزشتہ کی زکاة کے روپے کم کر کے باقی کی زکاة اُس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا مالک ہوا، تین برس پر تین سو کی زکاة دے۔ یوہیں ہر سال سودرم کی زکاة بڑھتی جائے گی، مگر اگلی برسوں کی مقدار زکاة کم کرنے کے بعد باقی کی زکاة واجب ہوگی۔ صورت مذکورہ میں اگر اس قیمت کی کنیز کرایہ میں دی تو کرایہ دار پر کچھ واجب نہیں اور مالک مکان پر اُسی طرح وجوب ہے، جو درم کی صورت میں ہے۔ (1) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، فی مسائل شتی، ج ۱، ص ۱۸۱۔

۱۸۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: تجارت کے لیے غلام قیمتی دو سودرم کا دو سو میں خریدا اور ثمن بائع کو دے دیا، مگر غلام پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، اب وہ بائع کے یہاں مر گیا تو بائع و مشتری دونوں پر دو سو کی زکاة واجب ہے اور اگر غلام دو سودرم سے کم قیمت کا تھا اور مشتری نے دو سو پر لیا تو بائع دو سو کی زکاة دے اور مشتری پر کچھ نہیں۔ (2) المرجع السابق، ص ۱۸۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: خدمت کا غلام ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ کر لیا، سال بھر بعد وہ غلام عیب دار نکلا اس بنا پر واپس ہوا، قاضی نے واپسی کا حکم دیا ہو یا اُس نے خود اپنی خوشی سے واپس لے لیا ہو تو ہزار کی زکاة دے۔ (3) المرجع السابق، (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: روپے کے عوض کھانا غلہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکاة ادا ہو جائے گی، مگر اس چیز کی قیمت جو بازار بھاؤ سے ہوگی وہ زکاة میں سمجھی جائے، بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوا یا تو کرایہ اور چوگی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوانی یا لکڑیوں کی قیمت مُجرانہ کریں، بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو، اس کا اعتبار ہے۔ (4) المرجع السابق، ص ۱۸۰، الدر المختار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳،

۲۰۴۔ (در مختار، عالمگیری)

عاشر کا بیان

مسئلہ ۱: عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجارت (5) (یعنی تجارت کرنے والے) جو اموال لے کر گزریں، اُن سے صدقات وصول کرے۔ عاشر کے لیے شرط یہ ہے کہ مسلمان خُر (6) (یعنی جو غلام نہ ہو) غیر ہاشمی ہو، چوراہہ ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت پر قادر ہو۔ (7) "البحر الرائق"، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۲، ص ۴۰۲۔ (خج)

مسئلہ ۲: جو راہ گیر یہ کہے کہ میرے اس مال پر نیز گھر میں جو موجود ہے کسی پر سال نہیں گزرا یا کہتا ہے کہ میں نے اس میں تجارت کی نیت نہیں کی یا کہے یہ میرا مال نہیں بلکہ میرے پاس امانت یا بطور مضاربت ہے، بشرطیکہ اس میں اتنا نفع نہ ہو کہ اس کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے یا اپنے کو مزدور یا مکاتب یا ماذون بتائے یا اتنا ہی کہے کہ اس مال پر زکاة نہیں، اگرچہ وجہ نہ بتائے یا کہے مجھ پر دین ہے جو مال کے برابر ہے یا اتنا ہے کہ اُسے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے یا کہے دوسرے عاشر کو دے دیا ہے اور جس کو دینا بتاتا ہے واقع میں وہ عاشر ہے اور اس عاشر کو بھی اس کا عاشر ہونا معلوم ہو یا کہے شہر میں فقیروں کو زکاة دے دی اور اپنے بیان پر حلف کرے تو اُس کا قول مان لیا جائے گا، اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس سے رسید طلب کریں کہ رسید کبھی جعلی ہوتی ہے اور کبھی غلطی سے رسید نہیں لی جاتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے اور اگر رسید پیش کی اور اس میں اس عاشر کا نام نہیں جسے اُس نے بتایا، جب بھی حلف لے کر اُس کا قول مان لیں گے اور اگر چند سال گزرنے پر معلوم ہوا کہ اُس نے جھوٹ کہا تھا تو اب اُس سے زکاة لی جائے گی۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب

الزکاة، الباب الرابع فیمین یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۸۳۔ و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، مطلب: لانسقط الزکاة... إلخ، ج ۳، ص ۲۸۹۔ (عائلیگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر اس مال پر سال نہیں گزرا مگر اس کے مکان پر جو مال ہے اس پر سال گزرا گیا ہے اور اس مال کو اس مال کے ساتھ ملا سکتے ہوں تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ یو ہیں اگر ایسے عاشر کو دینا بتائے جو اُسے معلوم نہیں یا کہے کسی بدمذہب کو زکاة دے دی یا کہے شہر میں فقیر کو نہیں دی بلکہ شہر سے باہر جا کر دی تو ان سب صورتوں میں اس کا قول نہ مانا جائے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العاشر، مطلب: لانسقط الزکاة... إلخ، ج ۳، ص ۲۹۰۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: سائمر اور اموال باطنہ میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جن امور میں مسلمان کا قول مانا جاتا ہے، ذمی کافر کا بھی مان لیا جائے گا، مگر اس صورت میں کہ شہر میں فقیر کو دینا بتائے تو اس کا قول معتبر نہیں۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب

الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۱۔ (درمختار)

مسئلہ ۵: حربی کافر کا قول بالکل معتبر نہیں، اگرچہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر گواہ پیش کرے اور اگر کنیز کو ام ولد بتائے یا غلام کو اپنا لڑکا کہے اور اس کی عمر اس قابل ہو کہ یہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے یا کہے میں نے دوسرے کو دے دیا ہے اور جسے بتاتا ہے وہ وہاں موجود ہے تو ان امور میں حربی کا بھی قول مان لیا جائے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب

العاشر، ج ۳، ص ۲۹۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو شخص دوسو درم سے کم کا مال لے کر گزرا تو عاشر اُس سے کچھ نہ لے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی یا حربی، خواہ اُس کے گھر میں اور مال ہونا معلوم ہو یا نہیں۔ (5) لفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الرابع فیمن یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۸۳۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ۔ (1) تنویر الأبصار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۴۔ (تنویر) حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا لیا تھا اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کُل مال لے لیا ہو تو مسلمان کُل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔ (2) الدرالمختار، و ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۵۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۸: حربی بچے اور مکاتب سے کچھ نہ لیں گے، مگر جب مسلمانوں کے بچوں اور مکاتب سے حربیوں نے لیا ہو تو مسلمان بھی اُن سے لیں۔ (3) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۵۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بار جب حربی سے لے لیا تو دوبارہ اس سال میں نہ لیں، مگر جب لینے کے بعد دارالحرب کو واپس گیا اور اب پھر دارالحرب سے آیا تو دوبارہ لیں گے۔ (4) تنویر الأبصار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۵۔ (تنویر البصار)

مسئلہ ۱۰: حربی دارالاسلام میں آیا اور واپس گیا مگر عاشر کو خبر نہ ہوئی پھر دوبارہ دارالحرب سے آیا تو پہلی مرتبہ کانہ لیں اور اگر مسلمان یا ذمی کے آنے اور جانے کی خبر نہ ہوئی اور اب دوبارہ آیا تو پہلی بار کا لیں گے۔ (5) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۶۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ماذون (یعنی وہ غلام جسے اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔) کے ساتھ اگر اس کا مالک بھی ہے اور اس پر اتنا ذین نہیں، جو ذات و مال کو مستغرق (7) (یعنی گیرے ہوئے) ہو تو عاشر اس سے لے گا۔ (8) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۹۹۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۲: عاشر کے پاس ایسی چیز لے کر گزرا جو جلد خراب ہونے والی ہے، جیسے میوہ، ترکاری، خربزہ، تربز، دودھ وغیرہا، اگرچہ اُن کی قیمت نصاب کی قدر ہو مگر عشر نہ لیا جائے، ہاں اگر وہاں فقرا موجود ہوں تو لے کر فقرا کو بانٹ دے۔ (9) المرجع السابق۔ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: عاشر نے مال زیادہ خیال کر کے زکاة لی پھر معلوم ہوا کہ اتنے کا مال نہ تھا تو جتنا زیادہ لیا ہے سال آئندہ میں محسوب ہوگا اور اگر قصد زیادہ لیا تو یہ زکاة میں محسوب نہ ہوگا کہ ظلم ہے۔ (1) لفتاویٰ العنایہ، کتاب الزکاة، فصل فی اداء الزکاة، ص ۱۲۶۔ (خانہ)

کان اور دینیہ کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رکاز

(کان) میں خُمس ہے۔“ (2) صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن... إلخ، الحديث: ۴۴۶۵، ص ۹۸۱.

مسئلہ ۱: کان سے لوہا، سیسہ، تانبا، پتیل، سونا چاندی نکلے، اس میں خُمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔ خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا زُمتی، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، وہ زمین جس سے یہ چیزیں نکلیں عشری ہو یا خراجی۔ (3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الخامس فی المعادن و الرکاز، ج ۱، ص ۱۸۴.

(عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی ملک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر ملک ہے تو کُل مالک زمین کو دیا جائے خُمس بھی نہ لیا جائے۔ (4) الدرالمختار و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۵. (درمختار)

مسئلہ ۲: فیروزہ و یاقوت و زمرود دیگر جواہر اور سرمہ، پھلکری، چونا، موتی میں اور نمک وغیرہ بننے والی چیزوں میں خُمس نہیں۔ (5) المرجع السابق، ص ۳۰۱. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکان یا دکان میں کان لگی تو خُمس نہ لیا جائے، بلکہ کُل مالک کو دیا جائے۔ (6) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۵. (درمختار)

مسئلہ ۴: فیروزہ، یاقوت، زمر و غیرہ جواہر سلطنت اسلام سے پیشتر کے دفن تھے اور اب نکلے تو خُمس لیا جائے گا یہ مال غنیمت ہے۔ (7) المرجع السابق، ص ۳۰۶. (درمختار)

مسئلہ ۵: موتی اور اس کے علاوہ جو کچھ دریا سے نکلے، اگر چہ سونا کہ پانی کی تہ میں تھا، سب پانے والے کا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی اسلامی نشانی نہ ہو۔ (8) المرجع السابق. (درمختار)

مسئلہ ۶: جس دَفینہ (1) (یعنی دفن کیے ہو مال) میں اسلامی نشانی پائی جائے خواہ وہ نقد ہو یا ہتھیار یا خانہ داری کے سامان وغیرہ، وہ پڑے مال کے حکم میں ہے یعنی مسجدوں، بازاروں میں اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرے کہ ظن غالب ہو جائے، اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا پھر مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو، مثلاً بُت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام اس پر لکھا ہو، اُس میں سے خُمس لیا جائے، باقی پانے والے کو دیا جائے، خواہ اپنی زمین میں پائے یا دوسرے کی زمین میں یا مباح زمین میں۔ (2) الدرالمختار و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۷. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حربی کافر نے دَفینہ نکالا تو اُسے کچھ نہ دیا جائے اور جو اُس نے لے لیا ہے واپس لیا جائے، ہاں اگر بادشاہ اسلام کے حکم سے کھود کر نکالا تو جو ٹھہرا ہے وہ دیں گے۔ (3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب الخامس فی المعادن و الرکاز، ج ۱، ص ۱۸۴. (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دَفینہ نکالنے میں دو شخصوں نے کام کیا تو خُمس کے بعد باقی اُسے دیں گے جس نے پایا، اگر چہ دونوں نے شرکت کے ساتھ کام کیا ہے کہ یہ شرکت فاسدہ ہے اور اگر شرکت کی صورت میں دونوں نے پایا اور یہ نہیں معلوم کہ کتنا کس نے پایا تو نصف نصف کے شریک ہیں اور اس صورت میں اگر ایک نے پایا اور دوسرے نے مدد کی تو وہ پانے والے کا ہے اور مددگار کو کام کی مزدوری دی جائے گی اور اگر دَفینہ نکالنے پر مزدور رکھا تو جو برآمد ہوگا مزدور کو ملے گا،

مستاجر کو کچھ نہیں کہ یہ اجارہ فاسد (4) ہے۔ (5) ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۸، (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: دینہ میں نہ اسلامی علامت ہے، نہ کفر کی تو زمانہ کفر کا قرار دیا جائے۔ (6) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة،

الباب العام فی المعادن والركاز، ج ۱، ص ۱۸۵، (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: صحرائے دارالحرب میں سے جو کچھ نکلامعدنی ہو یا دینہ اُس میں خُس نہیں، بلکہ کُل پانے والے کو ملے گا اور اگر بہت سے لوگ بطور غلبہ کے نکال لائے تو اس میں خُس لیا جائے گا کہ یہ غنیمت ہے۔ (7) ردالمحتار، کتاب الزکاة،

باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۹، (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسلمان دارالحرب میں امن لے کر گیا اور وہاں کسی کی مملوک زمین سے خزانہ یا کان نکالی تو مالک زمین کو واپس دے اور اگر واپس نہ کیا بلکہ دارالاسلام میں لے آیا تو یہی مالک ہے مگر ملک خبیث ہے، لہذا تصدق کرے اور بیچ والا تو بیچ صحیح ہے، مگر خریدار کے لیے بھی خبیث ہے اور اگر امن لے کر نہیں گیا تھا تو یہ مال اس کے لیے حلال ہے، نہ واپس کرے نہ اس میں خُس لیا جائے۔ (1) ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۰۹، (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: خُس مساکین کا حق ہے کہ بادشاہ اسلام اُن پر صرف کرے اور اگر اُس نے بطور خود مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، بادشاہ اسلام کو خبر پہنچے تو اُسے برقرار رکھے اور اُس کے تصرف کو نافذ کر دے اور اگر یہ خود مسکین ہے تو بقدر حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خُس نکالنے کے بعد باقی دوسو درم کی قدر ہے تو خُس اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کہ اب یہ فقیر نہیں ہاں اگر مدیون ہو کہ دین نکالنے کے بعد دوسو درم کی قدر باقی نہیں رہتا تو خُس اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد جو مساکین ہیں، اُن کو خُس دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔ (2) ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج ۳، ص ۳۱۱، (درمختار، ردالمحتار)

زراعت اور پھلوں کی زکاة

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَاتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾

(3)

پ ۸، الانعام: ۱۴۱

”کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔“

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں، اُس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لا کر لاتے ہوں، اُس میں نصف عشر (4)“ (صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب فی العشر فیما من ماء السماء... الخ، الحدیث: ۱۴۸۳، ص ۱۱۷) یعنی بیسواں حصہ۔“

حدیث ۲: ابن نجار انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ”ہر اُس شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔“ (5) کنز العمال، کتاب الزکاة، زکاة البساتین والحدائق، الحدیث: ۱۵۸۷۳،

مسائل فقہیہ

زمین تین قسم ہے:

(۱) عشری۔ (۲) خراجی۔ (۳) نہ عشری، نہ خراجی۔

اول وسوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی عشر دینا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی، جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہو لے۔ عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہو گئے، جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی، اسے کاشت میں لایا یا اُس پڑتی کو کھیت بنایا جو عشری و خراجی دونوں سے قرب و بعد کی یکساں نسبت رکھتی ہے یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا یا خراجی و عشری دونوں سے یا مسلمان نے اپنے مکان کو باغ یا کھیت بنالیا اور اسے عشری پانی سے سیراب کرتا ہے۔ یا عشری و خراجی دونوں سے یا عشری زمین کا فروزنی نے خریدی، مسلمان نے شفعہ میں اُسے لے لیا یا بیع فاسد ہوگئی یا خیاء شرط یا خیاء رویت کی وجہ سے واپس ہوئی یا خیاء عیب^(۱) (بیع فاسد، خیاء شرط، خیاء رویت اور خیاء عیب کی تفصیلی معلومات کے لیے بہار شریعت حصہ ۱۱، ملاحظہ فرمائیں۔) کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس ہوئی۔

اور بہت صورتوں میں خراجی ہے مثلاً فتح کر کے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خریدی یا ذمی نے بادشاہ اسلام کے حکم سے بنجر کو آباد کیا یا بنجر زمین ذمی کو دے دی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا۔ خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کی جائے، خراجی ہی رہے گی اور خراجی و عشری دونوں نہ ہوں، مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے اپنے لیے قیامت تک کے لیے باقی رکھی یا اس زمین کے مالک مر گئے اور زمین بیت المال کی ملک ہوگئی۔

مسئلہ ۱: خراج دو قسم ہے:

(۱) خراج مقاسمہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ مقرر ہو، جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہود خیبر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور

(۲) خراج مؤظف کہ ایک مقدار معین لازم کر دی جائے خواہ روپے، مثلاً سالانہ دو روپے بیگھے یا کچھ اور جیسے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔

مسئلہ ۲: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا تو وہی دیں، بشرطیکہ خراج مؤظف میں جہاں

جہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقدار منقول ہے، اس پر زیادت نہ ہو اور جہاں منقول نہیں اس میں نصف پیداوار سے زیادہ نہ ہو۔ یوہیں خراج مقاسمہ میں نصف سے زیادت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اتنے دینے کی

طاقت بھی رکھتی ہو۔ (۱) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الجہاد، باب العشر و الخراج و الحزیة، مطلب فی خراج المقاسمة، ج ۶، ص ۲۹۲-۲۹۴۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنت اسلام میں کیا مقرر تھا تو جہاں جہاں فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرما دیا ہے، وہ دیں اور جہاں مقرر نہ فرمایا ہو نصف دیں۔ (۲) "الفتاویٰ الرضویة" (الحدیلة)، ج ۱۰، ص ۲۳۸۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ ہر قسم کے غلہ میں فی جریب ایک درم اور اُس غلہ کا ایک صاع اور خر بوزے، تربوز کی پالیز اور کھیرے، گلزی، بیگن وغیرہ ترکاریوں میں فی جریب پانچ درم انگور و خرما کے گھنے باغوں میں جن کے اندر زراعت نہ ہو سکے۔ دس درم پھر زمین کی حیثیت اور اس شخص کی قدرت کا اعتبار ہے، اس کا اعتبار نہیں کہ اُس نے کیا بویا یعنی جو زمین جس چیز کے بونے کے لائق ہے اور یہ شخص اُس کے بونے پر قادر ہے تو اس کے اعتبار سے خراج ادا کرے، مثلاً انگور بوسکتا ہے تو انگور کا خراج دے، اگر چہ گیہوں بوائے اور گیہوں کے قابل ہے تو اس کا خراج ادا کرے اگر چہ جو بوائے۔ جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول، ۳۵ گز عرض ہے اور صاع دوسو اٹھاسی پیہ بھر اور دس درم کے $\frac{3}{5}$ پائی پانچ درم $\frac{4}{5}$ پائی اور ایک درم $\frac{5}{8}$ پائی۔ (۳) "الدرالمختار"، کتاب الجہاد، باب العشر و الخراج و الحزیة، ج ۶، ص ۲۹۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۵: جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو، وہاں کے لوگ بطور خود فقر وغیرہ جو مصارف خراج ہیں، اُن پر صرف کریں۔

مسئلہ ۶: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اُس پیداوار کی زکاة فرض ہے اور اس زکاة کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگر چہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔ (۴) "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۵۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (۵) المرجع السابق، وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہ اسلام جبراً لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہو جائے گا، مگر ثواب کا مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیة"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۵۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: جس پر عشر واجب ہوا، اُس کا انتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔ (۲) المرجع السابق، (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (۳) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب و ماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، بلکہ وقتی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہل وقف ہوں یا اُجرت پر کاشت کی۔ (4) المرجع السابق۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جو چیزیں ایسی ہوں کہ اُن کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو اُن میں عشر نہیں، جیسے ایندھن، گھاس، نرکل، سینٹھا، جھاؤ، کھجور کے پتے، فطمی، کپاس، بیگن کا درخت، خربزہ، تربز، کھیرا، لکڑی کے بیج۔ یوہیں ہر قسم کی ترکاریوں کے بیج کہ اُن کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے۔ یوہیں جو بیج دوا ہیں مثلاً کندر، میتھی، کلونجی اور اگر نرکل، گھاس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی تو اُن میں بھی عشر واجب ہے۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۵ وغیرہما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چر سے (6) (یعنی چوڑے کا بڑا ڈول۔) یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں میں نہ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے اور کچھ دنوں ڈول چر سے سے تو اگر اکثر مینہ (1) (بارش۔) کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چر سے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۳۔۳۱۶ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا، اس پر عشر واجب ہے۔ یوہیں پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے، بشرطیکہ بادشاہ اسلام نے حریوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے اُن کی حفاظت کی ہو، ورنہ کچھ نہیں۔ (3) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۱۱۔۳۱۳ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جو، جوار، باجرا، دھان (4) (چاول۔) اور ہر قسم کے غلے اور اسی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، لکڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے (5) تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (6) مثلاً دس من میں ایک من، دس سیر میں ایک سیر یا دس پھل میں ایک پھل۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہو اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت، ہل، بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (7) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۱۷ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ عشری زمین مسلمان سے ذمی نے خرید لی اور قبضہ

بھی کر لیا تو اب ذمی سے عشر نہیں لیا جائے گا بلکہ خراج لیا جائے گا اور مسلمان نے ذمی سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی۔ اُس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے۔ (8) المرجع السابق، ص ۳۱۸، (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ذمی نے مسلمان سے عشری زمین خریدی پھر کسی مسلمان نے شفعہ میں وہ زمین لے لی یا کسی وجہ سے بیع فاسد ہو گئی تھی اور بائع کے پاس واپس ہوئی یا بائع کو اختیار شرط تھا یا کسی کو اختیار رویت تھا اس وجہ سے واپس ہوئی یا مشتری کو اختیار عیب تھا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی، ان سب صورتوں میں پھر عشری ہی ہے اور اگر خیار عیب میں بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو اب خراجی ہی رہے گی۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم الاراضی مصر... الخ، ج ۳، ص ۳۱۸، (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا، اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے، جب بھی عشری اور ذمی نے اپنے گھر کو باغ بنالیا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان اور کوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری ہے اور جو نہر عجیبوں نے کھودی اس کا پانی خراجی ہے۔ کافروں نے کوآں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔ (2) المرجع السابق، ص ۳۱۹، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۶، (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو، اُس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۰، (درمختار)

مسئلہ ۲۱: زفت اور لفظ کے چشمے عشری زمین میں ہوں یا خراجی میں اُن میں کچھ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر خراجی زمین میں ہوں اور آس پاس کی زمین قابل زراعت ہو تو اس زمین کا خراج لیا جائے گا، چشمہ کا نہیں اور عشری زمین میں ہوں تو جب تک آس پاس کی زمین میں زراعت نہ ہو کچھ نہیں لیا جائے گا، فقط قابل زراعت ہونا کافی نہیں۔ (4) المرجع السابق، ص ۳۲۱، (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو چیز زمین کی تابع ہو، جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۶، (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عشر اس وقت لیا جائے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ نہ جاتا رہے، اگر چہ ابھی توڑنے کے لائق نہ ہوئے ہوں۔ (6) "الحوہرة النيرة"، کتاب الزکاة، باب زکاة الزروع والثمار، ص ۱۶۲، (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۴: خراج ادا کرنے سے پیشتر اُس کی آمدنی کھانا حلال نہیں۔ یوہیں عشر ادا کرنے سے پیشتر مالک کو کھانا حلال نہیں، کھائے گا تو ضمان دے گا۔ یوہیں اگر دوسرے کو کھلایا تو اتنے کے عشر کا تاوان دے اور اگر یہ ارادہ ہے کہ کُل کا عشر ادا کر دے گا تو کھانا حلال ہے۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ج ۱، ص ۱۸۷، و

”الدرا المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۱. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ خراج لینے کے لیے غلہ کو روک لے مالک کو تصرف نہ کرنے دے اور اس نے کئی سال کا خراج نہ دیا ہو اور عاجز ہو تو اگلی برسوں کا معاف ہے اور عاجز نہ ہو تو لیں گے۔ (۱) ”الدرا المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۲. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: زراعت پر قادر ہے اور بویا نہیں تو خراج واجب ہے اور عشر جب تک کاشت نہ کرے اور پیداوار نہ ہو واجب نہیں۔ (۲) ”الدرا المختار“، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۳. (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیری کھا گئی یا پالے اور لُٹے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ لُٹ جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر چو پائے کھا گئے تو ساقط نہیں اور ساقط ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت طیار نہ ہو سکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔ (۳) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۳. (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: خراجی زمین کسی نے غصب کی اور غصب سے انکار کرتا ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہیں، تو اگر کاشت کرے خراج غاصب پر ہوگا۔ (۴) ”الدرا المختار“، کتاب الزکاة، باب العشر، ج ۳، ص ۳۲۳. (درمختار)

مسئلہ ۲۹: بیع و فالی یعنی جس بیع میں یہ شرط ہو کہ بائع جب شمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری بیع پھیر دے گا تو جب خراجی زمین اس طور پر کسی کے ہاتھ بیچے اور بائع کے قبضہ میں زمین ہے تو خراج بائع پر اور مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے بویا بھی تو خراج مشتری پر۔ (۵) ”الدرا المختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مهم: فی حکم اراضی مصر... إلخ، ج ۳، ص ۳۲۴. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: طیار ہونے سے پیشتر زراعت بیع ڈالی تو عشر مشتری پر ہے، اگرچہ مشتری نے یہ شرط لگائی کہ پکنے تک زراعت کاٹی نہ جائے بلکہ کھیت میں رہے اور بیچنے کے وقت زراعت طیار تھی تو عشر بائع پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے، تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔ (۶) المرجع السابق. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: عشری زمین عاریۃ دی تو عشر کاشتکار پر ہے مالک پر نہیں اور کافر کو عاریت دی تو مالک پر عشر ہے۔ (۱) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۷. (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۲: عشری زمین بیائی پردی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بیائی پردی تو خراج مالک پر ہے۔ (۲) ”الدرا المختار“، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب: هل یجب العشر علی المزارعین فی الاراضی السلطانیة، ج ۳، ص ۳۲۷ - ۳۲۸. (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: زمین جو زراعت کے لیے نقدی پردی جاتی ہے، امام کے نزدیک اُس کا عشر زمیندار پر ہے اور صاحبین (3) (نقدی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو کہتے ہیں۔) کے نزدیک کاشتکار پر اور علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی کہ حالت زمانہ کے اعتبار سے اب قول صاحبین پر عمل ہے۔ (4) ”رد المحتار“، کتاب الزکاة، باب العشر، مطلب مہم: فی حکم اراضی مصر و الشام السلطانیة، ج ۳، ص ۳۲۵۔

مسئلہ ۳۴: گورنمنٹ کو جو مال گذاری دی جاتی ہے، اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اُس کا ادا کرنا ضروری اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں، بلکہ تمام مصالح عامہ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد و خرچ مسجد و وظیفہ امام و مؤذن و تنخواہ مدرسین علم دین و خبر گیری طلبہ علم دین و خدمت علمائے اہلسنت حامیان دین جو وعظ کہتے ہیں اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں اور پل و سرائے بنانے میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔ (5) ”الفتاویٰ الرضویہ“ (الحدیثۃ)، کتاب الزکاة، رسالہ افصح البیان، ج ۱۰، ص ۲۲۳۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۵: عشر لینے سے پہلے غلہ بیچ ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے کہ عشر مشتری سے لے یا بائع سے اور اگر جتنی قیمت ہوئی چاہے اُس سے زیادہ پر بیچا تو مصدق کو اختیار ہے کہ غلہ کا عشر لے یا شمن کا عشر اور اگر کم قیمت پر بیچا اور اتنی کمی ہے کہ لوگ اتنے نقصان پر نہیں بیچتے تو غلہ ہی کا عشر لے گا اور وہ غلہ نہ رہا تو اُس کا عشر قرار دے کر بائع سے لیں یا اُس کی واجبی قیمت۔ (6) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: انگور بیچ ڈالے تو شمن کا عشر لے اور شیرہ کر کے بیچا تو اسکی قیمت کا عشر لے۔ (7) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع و الثمار، ج ۱، ص ۱۸۷۔ (عالمگیری)

مال زکاة کن لوگوں پر صرف کیا جائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْكِينِ وَ الْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغَرَمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ ط فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ط وَ اللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ ﴾ (1) پ ۱۰، التوبة: ۶۰۔

”صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور انکے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔“

حدیث ۱: سنن ابی داود میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اُس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اُس کے آٹھ حصے کیے۔“ (2) ”سنن ابی داود“، کتاب الزکاة، باب عطی من الصدقة و حل الغنی، الحدیث: ۱۶۳۰، ص ۱۳۴۴۔

حدیث ۲: امام احمد و ابوداود و حاکم البوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ شخص کے لیے:

(۱) اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا یا

(۲) صدقہ پر عامل یا

(۳) تاوان والے کے لیے یا

(۴) جس نے اپنے مال سے خرید لیا ہو یا

(۵) مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس مسکین نے اپنے پڑوسی مالدار کو ہدیہ کیا۔“ (۳) المستدرک للحاکم، کتاب الزکاة، باب

مقدار الغنی الذی یحرم السؤال، الحدیث: ۱۵۲۰، ج ۲، ص ۲۹۔ اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت میں مسافر کے لیے بھی جواز آیا

ہے۔ (۴) انظر: "السنن الکبریٰ" للبیہقی، کتاب قسم الصدقات، باب العامل علی الصدقة یاخذ منها بقدر عمله... إلخ، الحدیث:

۱۳۱۶۷، ج ۷، ص ۲۳۔

حدیث ۳: بیہقی نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: ”صدقہ مفروضہ میں اولاد اور والد کا

حق نہیں۔“ (۱) السنن الکبریٰ، کتاب قسم الصدقات باب المرأة تصیرف من زکاتها فی زوجها، الحدیث: ۱۳۲۲۹، ج ۷، ص ۴۵۔

حدیث ۴: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”اے بنی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔“ (۲) المعجم الکبیر، الحدیث: ۱۲۹۸۰،

ج ۱۲، ص ۱۸۲۔

حدیث ۵: امام احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے

فرمایا: آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے میل ہیں۔“ (۳) صحیح مسلم، کتاب

الزکاة، باب ترک استعمال آل النبی علی الصدقة، الحدیث: ۲۴۸۱، ص ۸۴۸۔

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ

نے مجھ پر اور میری اہل بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔“ (۴) طبقات الکبریٰ، ج ۱، ص ۲۹۷

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

”ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انھیں میں سے ہے۔“ (۵) جامع الترمذی، أبواب

الزکاة، باب ما جاء فی کراهية الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وأهل بيته ومواليه، الحدیث: ۶۵۷، ص ۱۷۱۱۔

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کا خرمالے کر

منہ میں رکھ لیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چھی چھی کہ اُسے پھینک دیں، پھر فرمایا: کیا تمہیں

نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔“ (۶) صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب ما يذكر فی الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم وآله،

الحدیث: ۱۴۹۱، ص ۱۱۸۔ طہمان و بہر بن حکیم و ہر ازید بن ارقم و عمرو بن خارجہ و سلمان و عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ و میمون و

کیسان و ہرمز و خارجہ بن عمرو و مغیرہ و انس و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایتیں ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم) کی اہل بیت کے لیے صدقات ناجائز ہیں۔ (۷) انظر: "کنز العمال"، کتاب الزکاة، ج ۶، ص ۱۹۵ - ۱۹۶۔

مسئلہ ۱: زکاۃ کے مصارف سات ہیں:

- (۱) فقیر
- (۲) مسکین
- (۳) عامل
- (۴) رقاب
- (۵) غارم
- (۶) فی سبیل اللہ

(۷) ابن سبیل۔ (۱) الدرالمختار، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۳ - ۳۴۰.

مسئلہ ۲: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لیے لونڈی غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا۔ یوہیں اگر مدیون ہے اور دین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، تو فقیر ہے اگرچہ اُس کے پاس ایک تو کیا کئی نصائیں ہوں۔ (۲) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۳، وغیرہ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ (۳) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۷۔ (عالمگیری) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مد نظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

مسئلہ ۴: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔ (۴) المرجع السابق، ص ۱۸۷ - ۱۸۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عامل وہ ہے جسے بادشاہ اسلام نے زکاۃ اور عثرو وصول کرنے کے لیے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کا متوسط (۵) ”ریمانہ“ طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔ (۶) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۴ - ۳۳۶، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: عامل اگر چغنی ہو اپنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مال زکاۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز ہاں اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۷: زکاة کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا، مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا

ہو گئیں۔ (2) ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۴۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص اپنے مال کی زکاة خود لے کر بیت المال میں دے آیا تو اس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔

(3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دے دیا یہ جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اور اگر پہلے

لے لیا اور وصول کیا ہو مال ہلاک ہو گیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔ (4) ردالمحتار، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۶۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: رقباب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مال زکاة سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن

رہا کرے۔ (5) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: غنی کے مکاتب کو بھی مال زکاة دے سکتے ہیں اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا

بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور پھر بدستور غلام ہو گیا تو جو کچھ اُس نے مال زکاة لیا ہے، اس کو مولیٰ تصرف میں

لا سکتا ہے اگرچہ غنی ہو۔ (6) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۷۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: مکاتب کو جو زکاة دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لیے ہے، مگر اب اسے اختیار ہے دیگر مصارف میں بھی

خرج کر سکتا ہے، اگر مکاتب کے پاس بقدر نصاب مال ہے اور بدل کتابت سے بھی زیادہ ہے، جب بھی زکاة دے سکتے

ہیں مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکاة نہیں دے سکتے۔ (7) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔

و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۷۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: غلام سے مراد مدون ہے یعنی اس پر اتنا دین ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ

اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مدون ہاشمی نہ ہو۔ (1) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب

المصروف، ج ۳، ص ۳۳۹۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا

چاہتا ہے، سواری اور زور راہ اُس کے پاس نہیں تو اُسے مال زکاة دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے

پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اُس کے پاس مال نہیں اُس کو زکاة دے سکتے ہیں، مگر اس کو حج کے لیے سوال کرنا

جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے

بھی مال زکاة لے سکتا ہے، جب کہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یو ہیں

ہر نیک بات میں زکاة صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطور تملیک (2) (یعنی جس کو دے، اسے مالک بنادے) ہو کہ بغیر

تملیک زکاة ادا نہیں ہو سکتی۔ (3) الدرالمختار، کتاب الزکاة، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۳۹۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: بہت سے لوگ مالِ زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکاۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جُدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صرف کرے، کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۶: ابنِ استمیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو مگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یو ہیں اگر مالکِ نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے پر دین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادر ہے یا دین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدرِ ضرورت زکاۃ لے سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی

المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔ و "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۰۔ (عالمگیری، درمختار) اور اگر دینِ مغل ہے یا میعاد پوری ہوگئی اور مدیون غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکاۃ نہیں لے سکتا، کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صرف کر سکتا ہے لہذا حاجت مند نہ ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں، شرعاً ہمیشہ مغل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگرچہ ہزار عہد و پیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اُس میعاد سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نامسموع ہوگا کہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔ (1) (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: مسافر یا اس مالکِ نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دین ہے، بوقتِ ضرورت مالِ زکاۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مل گیا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دین وصول ہو گیا، تو جو کچھ زکاۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۰۔ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۸: زکاۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دیدے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکاۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یو ہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل و عیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (3) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں، اباحت کافی نہیں، لہذا مالِ زکاۃ مسجد میں صرف کرنا یا اُس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پل، سرائ، سقاہ، مڑک، بنوادینا، نہریا کو آں کھدوادینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب

عالمگیری

مسئلہ ۲۰: فقیر پر ذین ہے اس کے کہنے سے مال زکاۃ سے وہ ذین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر اُس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مر گیا، تو یہ ذین اگر مال زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ٣، ص ٣٤٢. (رد المحتار) ان چیزوں میں مال زکاۃ صرف کرنے کا حیلہ ہم بیان کر چکے، اگر حیلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۱: (۱) اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے (۲) اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقہ فطر و نذر و کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقہ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ٣، ص ٣٤٤ وغیرہ (عالمگیری، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۲: زنا کا بچہ جو اُس کے نطفہ سے ہو یا وہ بچہ کہ اُس کی منکوحہ سے زمانہ نکاح میں پیدا ہوا، مگر یہ کہہ چکا کہ میرا نہیں انھیں نہیں دے سکتا۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ٣، ص ٣٤٤. (رد المحتار)

مسئلہ ۲۳: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلی باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ (3) (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ۔) اُس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ٣، ص ٣٤٤. (رد المحتار)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔ (5) المرجع السابق. (رد المحتار) یوہیں حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۵: (۳) اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب (6) (یعنی آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کر لے۔) یا مدثر (7) (یعنی وہ غلام جس کی نسبت موتی لے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔) یا ام ولد (8) (یعنی دلوٹری جس کے بچہ پیدا ہوا اور موتی نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ نوٹ: ان کی تفصیل معلومات کے لئے بہار شریعت حصہ ۹ میں مدثر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔) یا اُس غلام کو جس کے کسی تجو کا یہ مالک ہو، اگرچہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ (9) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاۃ، الباب السابع في المصارف، ج ١، ص ١٨٩. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: (۴) عورت شوہر کو (۵) اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو، جب تک عدت میں ہے اور عدت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔ (10) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب المصارف، ج ٣، ص ٣٤٥. (رد المحتار، رد المحتار)

مسئلہ ۲۷: (۶) جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ

سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔ اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُس کی قیمت دوسو درہم ہو، اگرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اُس پر زکاۃ واجب ہو مثلاً چھ تولے سونا جب دوسو درہم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگرچہ اُس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دوسو درہم ہے سے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اُس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دوسو درہم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔ (۱) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوائج الأصلیہ، ج ۳، ص ۳۴۶، (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: صحیح تندرست کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔ (۲) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹، وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: (۷) جو شخص مالک نصاب ہے اُس کے غلام کو بھی زکاۃ نہیں دے سکتے، اگرچہ غلام اپنا بیچ ہو اور اُس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اُس کا مالک غائب ہو، مگر مالک نصاب کے مکاتب کو اور اُس کا ذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اُس کا مال دین میں مستغرق ہو۔ (۸) یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی نابالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔ (۳) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۸ (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: غنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالک نصاب نہ ہو۔ یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔ (۴) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: جس عورت کا دین مہر اس کے شوہر پر باقی ہے، اگرچہ وہ بقدر نصاب ہو اگرچہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔ (۵) ”الحوہرۃ الخیرۃ“، کتاب الزکاۃ، باب من یحوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یحوز، ص ۱۶۷، (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۳۲: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے، اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔ (۶) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۹، (درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اُس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا نہیں جو اُس کی اور بال بچوں کی خورش کو کافی ہو سکے تو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں۔ یوہیں اس کی ملک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے، مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لیے کافی ہو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کھیت کی قیمت دوسو درہم یا زائد ہو۔ (۱) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹، (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جس کے پاس کھانے کے لیے غلہ ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو اور وہ غلہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔ (۲) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوائج الأصلیہ، ج ۳، ص ۳۴۶، (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جاڑے (۳) سردی کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجت اصلہ میں ہیں، وہ

کپڑے اگرچہ پیش قیمت ہوں زکاۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے۔ (4) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۴۷۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو چیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانداری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے پیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکاۃ نہیں لے سکتی۔ (5) ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی جهاز المرأة هل تصیر به غنیة، ج ۳، ص ۳۴۷۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: موتی وغیرہ جو اہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکاۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکاۃ لے نہیں سکتا۔ (6) المرجع السابق۔ وغیرہ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۸: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکاۃ لینا جائز نہیں۔ (7) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: (۹) بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنہوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ (1) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۹۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام ان کی ملک میں ہیں، انھیں دینا بطریقِ اولیٰ ناجائز۔ (2) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۱۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ، عامہ کتب)

مسئلہ ۴۱: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہذا ایسے شخص کو زکاۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: صدقہٴ فطر اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔ (3) مرجع السابق، ص ۳۵۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۴۳: (۱۰) ذمی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقہٴ واجبہ جیسے نذر و کفارہ و صدقہٴ فطر (4) (فتاویٰ حاضی خان میں ہے، صدقہٴ فطر ذمی کفار کو دینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔) ”الفتاویٰ الخانیہ“، کتاب الصوم، فصل فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۱۱۔ (فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ذمی کافروں کو زکاۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں اور نفلی صدقہ ان کو دینا جائز ہے۔ صدقہٴ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے

ہیں کہ جائز ہے مگر مسلمان فقراء کو دینا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔ (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۸۸) انظر:

”ردالمحتار“، کتاب الزکاة، باب المصرف، مطلب فی حوائج الأصلية، ج ۳، ص ۳۵۳ و ”المبسوط“، کتاب الصوم، فصل فی صدقة الفطر، ج ۲، ص ۱۲۳) اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجب نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔ (5) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۵۳۔ (درمختار) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار و زنی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کو زکاة دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقہ واجبہ نہ زکوارہ و فطرہ دینا جائز نہیں، سوا دینہ اور معدن کے کہ ان کا شمس اپنے والدین و اولاد کو بھی دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورت میں خود بھی صرف کر سکتا ہے جس کا بیان گزرا۔ (6) ”الحوہرة النيرة“، کتاب الزکاة، ص ۱۶۷۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکاة دے سکتے ہیں، اُن سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگر چنی ہو، اُس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاة نہیں دے سکتے۔ (1) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۳۴ - ۳۴۱ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکاة اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکاة عند اللہ ادا ہوگئی، مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکاة کو واپس لیں کہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لیے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیت صحیح نہیں۔ (2) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۴۴۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکاة دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اُسے دی جس نے اُس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوئی۔ عید، بقر عید میں خدام مرد و عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔ (3) ”الحوہرة النيرة“، کتاب الزکاة، باب من يجوز دفع الصدقة... إلخ، ص ۱۶۹ و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰۔ (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: جس نے تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکاة دے سکتے ہیں اور زکاة دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکاة ہے یا کچھ حال نہ گھلا تو ادا ہوگئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمی تھا، جب بھی ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اب پھر دے اور یہ بھی تحری ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا، اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیا یا وہ فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں تھا اُسے دے دیا۔ (4) ”الفتاویٰ الہندیہ“، المرجع السابق، ص ۱۸۹ و ”الدرالمختار“ و ”ردالمختار“، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۵۳۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کسی طرف دل نہ بھمایا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاة کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے

بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرفِ زکاۃ تھا تو ہوگی۔ (5) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰ وغیرہ (عائگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھوں کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہریا گاؤں کے رہنے والوں کو۔ (1) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰۔ (جوہرہ، عائگیری) حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اُمّتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔“ (2) ”مجمع الزوائد“، کتاب الزکاۃ، باب الصدقة... الخ، ج ۳، ص ۲۹۷ و ”ردالمحتار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، مطلب فی حوائج الأصلیہ، ج ۳، ص ۳۵۵۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: دوسرے شہر کو زکاۃ بھیجنا مکروہ ہے، مگر جب کہ وہاں اُس کے رشتے والے ہوں تو اُن کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالْحرب میں ہے اور زکاۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سالِ تمام سے پہلے ہی بھیج دے، ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ (3) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ج ۱، ص ۱۹۰ و ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۵۔ (عائگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۱: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو، اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقرا کو زکاۃ دی جائے اور صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے، اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقرا پر صدقہ فطر تقسیم کرے۔ (4) ”الفتاویٰ الہندیہ“، المرجع السابق۔ (جوہرہ، عائگیری)

مسئلہ ۵۲: بد مذہب کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔ (5) ”الدرالمختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصروف، ج ۳، ص ۳۵۶۔ (درمختار) جب بد مذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیہ زمانہ کہ توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابرِ علمائے حرمین طہیین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔ (6) (اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجددِ دین و ملت، علامہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے شرعی فریضہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اشرف علی قانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، غلیل احمد امجدی، اور مرزا غلام احمد قادیانی، حفظہ الایمان ص ۸، تجلذ برائے الناس ص ۱۳، ۲۸، ۲۹، براہین قاطعہ ص ۵۱ اور ازالہ اوہام میں درج شدہ اپنی عبارات کفریہ کی بنا پر کافر ہیں اور جو ان کی کفریات پر یقینی اطلاع پانے کے باوجود انہیں مسلمان سمجھے یا ان کی کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ آپ کے مقدس فتویٰ کی تائید کرتے ہوئے 40 سے زائد علمائے حرمین شریفین نے تقاریر لکھیں ان کے مجموعے کا نام ”حُصْنُ الْمُحَوَّصِينَ عَلَى مَنَحْرِ الْكُفْرِ وَالْمُنِينَ“ ہے اور پاک و ہند کے 200 سے زائد علمائے کرام نے بھی آپ کے فتویٰ کی تصدیق فرمائی ان کے مجموعے کا نام ”اَلْأَوْثَانُ الْهِنْدِيَّةُ“ ہے۔ اور اسی وجہ سے شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں کہ ”مسلمانوں پر حرام الحرمین شریف کے احکام ماننا اور ان

کے مطابق محل فرض ہے۔“ (الاصوار البندیہ ص ۸۹) ”حُشَامُ الْخَوَمَيْنِ“ کی اہمیت کے پیش نظر، امیر اہلسنت، اپنی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: ”تَمْهِيدُ الْإِيْمَانِ اَوْ حُشَامُ الْخَوَمَيْنِ“ کے کیا کہنے! واللہ العظیم من جلالہ، میرے آقا امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمن نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے میری مَدَنی التجا ہے کہ پہلی فرصت میں ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔“ بلکہ دیگر علمائے اہلسنت کی کتابوں کے ساتھ ساتھ اس کا مطالعہ بھی امیر اہلسنت، مظلہ العالی کے عطا کردہ مَدَنی انعامات میں سے ایک مَدَنی انعام ہے: کہ ”کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن کی کُتُب تَمْهِيدُ الْإِيْمَانِ اور حُشَامُ الْخَوَمَيْنِ پڑھ یا سن لی ہیں؟“ نوٹ: مَدَنی انعامات کا کارڈ مکتبۃ المدینہ سے مدیۃً حاصل کیا جاسکتا ہے۔ اس میں دیئے ہوئے سوالات کے جوابات لکھنے کی عادت بنانا، اصلاحِ عقائد و اعمال کا بہترین ذریعہ ہے۔ (اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکاۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵۳: جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کے لیے سوال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز اور کھانے کو اُس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لیے سوال کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر جہاد یا طلبِ علم دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے پر قادر ہو اُسے سوال کی اجازت ہے، جسے سوال جائز نہیں اُس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔ (۱) ”الدر المختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج ۳، ص ۳۰۷۔ (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کر کے دے۔ (۲) ”الدر المختار“ و ”الدر المختار“، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب فی حوائج الأصلیہ، ج ۳، ص ۳۰۸۔ (درمختار، ردالمحتار)

صدقہ فطر کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاة فطر ایک صاع خرما یا جو، غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ ”نماز کو جانے سے پیشتر ادا کر دیں۔“ (3) ”صحیح البخاری“، أبواب صدقة الفطر، باب فرض صدقة الفطر، الحديث: ۱۵۰۳، ص ۱۱۹.

حدیث ۲: ابو داؤد و نسائی کی روایت میں ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا: اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خرما یا جو یا نصف صاع گیہوں۔ (4) ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب من روى نصف صاع من قمح، الحديث: ۱۶۲۲، ص ۱۳۴۴.

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعيب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقہ فطر واجب ہے۔ (1) ”جامع الترمذی“، أبواب الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر، الحديث: ۶۷۴، ص ۱۷۱۳.

حدیث ۴: ابو داؤد و ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاة فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش (2) (یعنی خوراک۔) ہو جائے۔ (3) ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر، الحديث: ۱۶۰۹، ص ۱۳۴۳.

حدیث ۵: دیلمی و خطیب و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے، جب تک صدقہ فطر ادا نہ کرے۔“ (4) ”تاریخ بغداد“، رقم: ۴۷۳۵، ج ۹، ص ۱۲۲.

مسئلہ ۱: صدقہ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نماز عید ادا کر دینا ہے۔ (5) ”الدرالمختار“، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہذا مرگیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطور احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔ (6) ”الحوہرة النيرة“، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ص ۱۷۴، وغیرہ (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۳: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقہ فطر واجب ہوتا ہے، لہذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مر یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہو یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔ (7)

”الفتاویٰ الہندیہ“، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲، (عائلیگیری)

مسئلہ ۴: صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ (۸) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۲ - ۳۶۵۔

(درمختار) مال نامی اور حاجتِ اصلیہ کا بیان گزر چکا، اس کی صورتیں وہیں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۵: نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقہ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہو گیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالکِ نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔ (۱) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۵۔ **(درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ۶: صدقہ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاة و عشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہو جانے سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (۲) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۶۔ **(درمختار)**

مسئلہ ۷: مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔ (۳) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۷۔ **(درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ۸: صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔ (۴) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۷۔ **(ردالمحتار)**

مسئلہ ۹: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابلِ خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہر حال اُس کا صدقہ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (۵) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸۔ **(درمختار، ردالمحتار)**

مسئلہ ۱۰: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔ (۶) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸۔ **(درمختار)**

مسئلہ ۱۱: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (۱) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۸۔ **(ردالمحتار)**

مسئلہ ۱۲: خدمت کے غلام اور مدبر و دام ولد کی طرف سے ان کے مالک پر صدقہ فطر واجب ہے، اگرچہ غلام

مدیون ہو، اگرچہ دین میں مستغرق ہو اور اگر غلام گروی ہو اور مالک کے پاس حاجتِ اصلیہ کے سوا اتنا ہو کہ دین ادا کر دے اور پھر نصاب کا مالک رہے تو مالک پر اُس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲. وغیرہما (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: تجارت کے غلام کا فطرہ مالک پر واجب نہیں اگرچہ اس کی قیمت بقدر نصاب نہ ہو۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: غلام عاریہ (4) (یعنی ادھار) دے دیا کسی کے پاس امانت رکھا تو مالک پر فطرہ واجب ہے اور اگر یہ وصیت کر گیا کہ یہ غلام فلاں کا کام کرے اور میرے بعد اس کا مالک فلاں ہے تو فطرہ مالک پر ہے، اُس پر نہیں جس کے قبضہ میں ہے۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۶۹. (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بھاگا ہو غلام اور وہ جسے حربیوں نے قید کر لیا ان کی طرف سے صدقہ مالک پر نہیں۔ یوہیں اگر کسی نے غصب کر لیا اور غاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اس کا فطرہ بھی واجب نہیں، مگر جب کہ واپس مل جائیں تو اب ان کی طرف سے سالہائے گزشتہ کا فطرہ دے، مگر حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد بھی اس کا فطرہ نہیں۔ (6) المرجع السابق، ص ۳۷۰. (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مکاتب کا فطرہ نہ مکاتب پر ہے، نہ اس کے مالک پر۔ یوہیں مکاتب اور ماڈون کے غلام کا اور مکاتب اگر بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو مالک پر سالہائے گزشتہ کا فطرہ نہیں۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخصوں میں غلام مشترک ہے تو اُس کا فطرہ کسی پر نہیں۔ (8) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: غلام بیچ ڈالا اور بائع یا مشتری یا دونوں نے واپسی کا اختیار رکھا عید الفطر آگئی اور میعاد اختیار ختم نہ ہوئی تو اُس کا فطرہ موقوف ہے، اگر بیچ قائم رہی تو مشتری دے ورنہ بائع۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر مشتری نے اختیار عیب یا خیار رویت کے سبب واپس کیا تو اگر قبضہ کر لیا تھا تو مشتری پر ہے، ورنہ بائع پر۔ (2) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: غلام کو بیچا مگر وہ بیچ فاسد ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے واپس کر دیا یا عید کے بعد قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو بائع پر ہے اور اگر عید سے پہلے قبضہ کیا اور بعد عید آزاد کیا تو مشتری پر۔ (3) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مالک نے غلام سے کہا جب عید کا دن آئے تو آزاد ہے۔ عید کے دن غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کا فطرہ واجب۔ (4) المرجع السابق. (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اُس کے ذمہ نہیں اگرچہ پانچ ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے

ذمہ ہوں۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۰ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اُس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن (6) (بغیر اجازت۔) ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۳ و "ردالمحتار"، کتاب

الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۰ وغیرہما (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔ (8) و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۰ وغیرہما (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۲۵: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقے یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (9) المرجع السابق، ص ۱۹۱ و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۲ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: گیہوں، جو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جو جن کی قیمت ایک صاع جو کے برابر ہے یا چارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اُتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: نصف صاع جو اور چارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: گیہوں اور جو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۳ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: گیہوں اور جو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کی پڑے پوری کرے۔ (4) المرجع السابق، ص ۳۷۶ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۱ - ۱۹۲ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جو کی ہو۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، المرجع السابق،

ص ۱۹۱ و "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۳ وغیرہما (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن ^۳ اہن سوا کا وزن پونے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو

پتھر روپے انٹنی بھرا پر۔ (6) الفتاویٰ الرضویہ (المحدیہ)، ج ۱۰، ص ۲۹۵۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۲: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہوا اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۷۶۔

"الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الزکاة، الباب الثامن فی صدقة الفطر، ج ۱، ص ۱۹۲۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مسکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب فی مقدار الفطرة بالمعد الشامي، ج ۳، ص ۳۷۷۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اُس نے شوہر کے فطرہ کے گےہوں اپنے فطرہ کے گےہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔ (3) المرجع السابق، ص ۳۷۸۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گےہوں اپنے گےہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔ (4) الفتاویٰ الہندیہ، (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاة کے ہیں یعنی جن کو زکاة دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاة نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکاة ہے فطرہ نہیں۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، مطلب فی مقدار الفطرة بالمعد الشامي، ج ۳، ص ۳۷۹۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اپنے غلام کی عورت کو فطرہ دے سکتے ہیں، اگرچہ اُس کا فقہ اُسی پر ہو۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب صدقة الفطر، ج ۳، ص ۳۸۰۔ (درمختار)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں

آج کل ایک عام بلایہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کوننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقتہً ایسوں کے لیے بے عزتی و بے غیرتی ہے مایہ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔ اب چند حدیثیں سنئے! دیکھیے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے سالکوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”آدمی سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب کراهة المسألة للناس، الحدیث: ۲۳۹۸، ص ۸۴۱۔ یعنی نہایت بے آبرو ہو کر۔

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کر کے اپنے منہ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے منہ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، ہاں اگر آدمی صاحب سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اُس سے چارہ نہ ہو (2) ”سنن أبی داؤد“، کتاب الزکاة، باب ماتحوز فيه المسألة، الحدیث: ۱۶۳۹، ص ۱۳۴۵۔ (تو جائز ہے)۔“ اور اسی کے مثل امام احمد نے عبد اللہ بن عمر اور طبرانی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۵: بیہقی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں سے سوال کرے، حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا۔“ اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس پر نہ فاقہ گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اُس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا، ایسی جگہ سے جو اس کے دل میں بھی نہیں۔“ (3) ”معجم الإیمان“، باب فی الزکوة، فصل فی السعفاء عن المسألة، الحدیث: ۳۵۲۶، ج ۳، ص ۲۷۴۔

حدیث ۶ و ۷: نسائی نے عائد بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کرنے نہ جاتا۔“ (4) ”سنن النسائي“، کتاب الزکاة، باب المسألة، الحدیث: ۲۵۸۷، ص ۲۲۵۵۔ اسی کی مثل طبرانی نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۸ و ۹: امام احمد بہ سند جید و طبرانی و بزار عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”غنی کا سوال کرنا، قیامت کے دن اس کے چہرہ میں عیب ہوگا۔“ (1) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث عمران بن حصین، الحدیث: ۱۹۸۴۲، ج ۷، ص ۱۹۳۔ اور بزار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ”غنی کا سوال آگ ہے، اگر تھوڑا دیا گیا تو تھوڑی اور زیادہ دیا تو زیادہ۔“ (2) ”مسند البزار“، مسند عمران بن حصین، الحدیث: ۳۵۷۲، ص ۴۹۔ اور اسی کے مثل امام احمد و بزار و طبرانی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: طبرانی کبیر میں اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں اور ترمذی و بیہقی حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے، گویا وہ انگار کھاتا ہے۔“ (3) ”المعجم الكبير“، باب المعاء، الحدیث: ۳۵۰۶، ج ۴، ص ۱۵۔

حدیث ۱۱: مسلم و ابن ماجہ و ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ”جو مال بڑھانے کے لیے سوال کرتا ہے، وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔“ (4) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب کراهة المسألة للناس، الحديث: ۲۳۹۹، ص ۸۴۱۔

حدیث ۱۲: ابو داؤد وابن حبان وابن خزیمہ بہل بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے، وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، وہ کیا مقدار ہے، جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا: صبح وشام کا کھانا۔“ (5) ”سنن أبی داؤد“، کتاب الزکاة، باب من يعطى من الصدقة وحده الغنى، الحديث: ۱۶۲۹، ص ۱۳۴۴۔

حدیث ۱۳: ابن حبان اپنی صحیح میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص لوگوں سے سوال کرے، اس لیے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے، اب اسے اختیار ہے، چاہے تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔“ (6) ”الإحسان بشریب صحیح ابن حبان“، کتاب الزکاة، باب المسألة... الخ، الحديث: ۳۳۸۲، ج ۵، ص ۱۶۶۔

حدیث ۱۵۱۴: امام احمد ابو یعلیٰ و بزار نے عبدالرحمن بن عوف اور طبرانی نے صغیر میں اُم المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔“ (7) ”المسنَد“ للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمن بن عوف، الحديث: ۱۶۷۴، ج ۱، ص ۴۱۰۔

حدیث ۱۶: مسلم و ابو داؤد و نسائی قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا، فرمایا: ”ٹھہرو ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمہارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا: اے قبیصہ! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہو یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہو) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں (1) (تین مخصوص کی گواہی جمہور کے نزدیک بطور استحباب ہے اور یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کا مالدار ہونا معلوم و مشہور ہے تو بغیر گواہ اس کا قول مسلم نہیں اور جس کا مالدار ہونا معلوم نہ ہو تو فقط اس کا کہہ دینا کافی ہے۔ ۱۲ منہ) کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے حاصل کر لے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔“ (2) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب من تحل له المسألة، الحديث: ۲۴۰۴، ص ۸۴۲۔

حدیث ۱۷ و ۱۸: امام بخاری و ابن ماجہ و بیہق بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی شخص رستی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لا کر بیچے اور سوال کی ذلت سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔“ (3) ”صحیح البخاری“،

کتاب الزکاة، باب الاستغفار عن المسألة، الحديث: ۱۶۷۱، ص ۱۱۶۔ اسی کے مثل امام بخاری و مسلم و امام مالک و ترمذی و نسائی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۹: امام مالک و بخاری و مسلم و ابو داؤد و نسائی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے، یہ فرمایا: کہ ”اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔“ (4) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب بیان ان البد علیہا خیر من البد السفلی... إلخ، الحديث: ۲۳۸۵، ص ۸۴۱۔

حدیث ۲۰: امام مالک و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، یہاں تک وہ مال جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پاس تھا ختم ہو گیا پھر فرمایا: ”جو کچھ میرے پاس مال ہوگا، اُسے میں تم سے اٹھانہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے بچائے گا اور جو غنی بننا چاہے گا، اللہ (عز و جل) اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ وسیع عطا کسی کو نہ ملی۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب التصدق والصبر... إلخ، الحديث: ۲۴۲۴، ص ۸۴۳۔

حدیث ۲۱: حضرت امیر المومنین فاروق اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ لالچ محتاجی ہے اور نا اُمیدی تو نگری۔ آدمی جب کسی چیز سے نا امید ہو جاتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں رہتی۔ (2) ”حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفياء“، رقم: ۱۲۵، ج ۱، ص ۸۷۔

حدیث ۲۲: امام بخاری و مسلم و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا، کسی ایسے کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، ارشاد فرمایا: ”اُسے لو اور اپنا کر لو اور خیرات کر دو، جو مال تمھارے پاس بے طمع اور بے مانگے آجائے، اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔“ (3) ”صحیح البخاری“، کتاب الأحکام، باب رزق الحکام والعاملین علیہا، الحديث: ۷۱۶۴، ص ۵۹۷۔

حدیث ۲۳: ابو داؤد و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک انصاری نے حاضر خدمت اقدس ہو کر سوال کیا، ارشاد فرمایا: ”کیا تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی، ہے تو، ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، ارشاد فرمایا: میرے حضور دونوں چیزوں کو حاضر کرو، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دست مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی، ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا، کسی اور صاحب نے عرض کی، میں دو درہم پر لیتا ہوں، انھیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لیے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ، وہ

حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک سے اُس میں بیٹ ڈالا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کا ٹو اور پتھر اور پندرہ دن تک تمہیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے، لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، اب حاضر ہوئے تو اُنکے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خرید اور چند کاغذ لے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمہارے منہ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال درست نہیں، مگر تین شخص کے لیے، ایسی محتاجی والے کے لیے جو اُسے زمین پر لٹا دے یا تاوان والے کے لیے جو رسوا کر دے یا خون والے (دیت) کے لیے جو اُسے تکلیف پہنچائے۔“ (4) ”سنن ابی داود“، کتاب الزکوة، باب ماتحوز فیہ المسألة، الحدیث: ۱۶۴۱، ص ۱۳۴۵۔

حدیث ۲۵، ۲۴: ابوداؤد وترمذی بافادۃ الصحیح وحماد بافادۃ الصحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جسے فاقہ پہنچا اور اُس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عزوجل جلد اُسے بے نیاز کر دے گا، خواہ جلد موت دے دے یا جلد مالدار کر دے۔“ (1) ”سنن ابی داود“، کتاب الزکوة، باب فی الاستغفار، الحدیث: ۱۶۴۵، ص ۱۳۴۶۔ اور طبرانی کی روایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جو بھوک یا محتاج ہوا اور اس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلال روزی اس پر کشادہ فرمائے۔“ (2) ”المعجم الصغیر“، الحدیث: ۲۱۴، ج ۱، ص ۱۴۱ بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کے لیے دو، خدا کے واسطے دو، حالانکہ اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں اُسے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں بدترین خلاق اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا تو جب تک بُری بات کا سوال نہ ہو یا خود سوال بُرا نہ ہو (جیسے مالدار یا ایسے شخص کا بھیک مانگنا جو قوی تندرست کمانے پر قادر ہو) اور یہ سوال کو بلا دقت پورا کر سکتا ہے تو پورا کرنا ہی ادب ہے کہ کہیں بروئے ظاہر حدیث یہ بھی اُسی وعید کا مستحق نہ ہو (3) (طبرانی معجم کبیر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ملعون من سأل بوجه الله و ملعون من سأل بوجه الله ثم منع سائله ما لم يسأل هجرًا۔)) ((الترغیب و الترہیب“، کتاب الصلوات، ترہیب السائل أن يسأل بوجه الله غير الحنة... الخ، الحدیث: ۱، ج ۱، ص ۳۴۰)۔ جنیس ناصری پھرتا تارخان پھر ہندے

میں ہے۔ اذا قال السائل بحق الله اوبحق محمد صلى الله تعالى عليه وسلم ان تعطيني كذا لا يحب عليه في الحكم و الاحسن في العروءة ان يعطيه۔ وعن ابن المبارك قال يعجبني اذا سأل سائل بوجه الله تعالى ان لا يعطى۔ ۴۳ متروک (انظر: ”رد المحتار“، کتاب الہیۃ، مطلب فی معنی التعلیل، ج ۱۲، ص ۶۴۹)۔ ہاں اگر سائل مُتَعَنَّت ہو (4) (سوال کرنے والا خود اپنی ذلت کے درپے ہو یعنی پیشہ ور بھکاری ہو۔) تو نہ دے۔ نیز یہ بھی لحاظ رہے کہ مسجد میں سوال نہ کرے، خصوصاً جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھیلاؤنگ کر کہ یہ حرام ہے، بلکہ بعض علما فرماتے ہیں: کہ ”مسجد کے سائل کو اگر ایک پیسہ دیا تو ستر پیسے اور خیرات کرے کہ اس ایک پیسہ کا کفارہ ہو۔“ (5) ”رد المحتار“، کتاب الہیۃ، مطلب فی معنی التعلیل، ج ۱۲، ص ۶۴۹۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو عرفہ کے دن عرفات میں سوال کرتے دیکھا، اُسے دُڑے لگائے اور فرمایا: کہ اس دن میں اور ایسی جگہ غیر خدا سے سوال کرتا ہے۔

(6) ”مشكاة المصابيح“، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الحديث: ۱۸۵۵، ج ۱، ص ۵۱۴. ان چند احادیث کے

دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بھیک مانگنا بہت ذلت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے اور حالت ضرورت میں بھی

اُن امور کا لحاظ رکھے، جن سے ممانعت وارد ہے اور سوال کی اگر حاجت ہی پڑ جائے تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہ بے لے

پچھانہ چھوڑے کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

صدقات نفل کا بیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمہارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا پکین لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، نہ وہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کے فضائل میں چند حدیثیں سنئے اور ان پر عمل کیجئے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بندہ کہتا ہے، میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پکین کر پُرانا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لیے جمع کیا اور اُس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لیے چھوڑ جائے گا۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الزہد والرقائق، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، الحدیث: ۷۴۲۲، ص ۱۱۹۱۔

حدیث ۲: بخاری و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا: اپنا مال تو وہ ہے، جو آگے روانہ کر چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا، وہ وارث کا مال ہے۔“ (2) ”صحیح البخاری“، کتاب الرقائق، باب ما قدم من ماله فهو له، الحدیث: ۶۴۴۲، ص ۵۴۱۔

حدیث ۳: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اگر میرے پاس اُحد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اُس میں کا میرے پاس کچھ رہ جائے، ہاں اگر مجھ پر دین ہو تو اُس کے لیے کچھ رکھ لوں گا۔“ (3) ”صحیح البخاری“، کتاب الرقائق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یسرني أن عندی مثل احد هذا ذهباً، الحدیث: ۶۴۴۵، ص ۵۴۱۔

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں ایک کہتا ہے، اے اللہ (عز وجل)! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ (عز وجل)! روکنے والے کے مال کو تلف کر۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب فی المنفق والممسك، الحدیث: ۲۳۳۶، ص ۸۳۷۔ اور اسی کے مثل امام احمد و ابن حبان و حاکم نے ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۶: صحیحین میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ”خرچ کرو اور شمار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا۔ کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔“ (2) ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب الصدقة فيما استطاع، الحدیث: ۱۴۳۴، ص ۱۱۳۔ کتاب الہبة، باب هبة المرأة لغير زوجها... الخ، الحدیث: ۲۵۹۱، ص ۲۰۴۔

حدیث ۷: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔“ (3) ”صحیح البخاری“، کتاب النفقات، باب فضل النفقة

على الأهل، الحديث: ٥٣٥٢، ص ٤٦٢.

حدیث ۸: صحیح مسلم و سنن ترمذی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے ابنِ آدم! بچے ہوئے کا خرچ کرنا، تیرے لیے بہتر ہے اور اُس کا روکنا، تیرے لیے بُرا ہے اور بقدر ضرورت روکنے پر ملامت نہیں اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔“ (4) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان أن الید

العليا يحير من اليد السفلى... إلخ، الحديث: ٢٣٨٨، ص ٨٤١.

حدیث ۹: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہو گئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے، ہر کڑی اپنی جگہ کو پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔“ (5) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب

مثل المنطق والخيال، ٢٣٦، ص ٨٣٩.

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے اور بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخل نے انھیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔“ (6) ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، الحديث: 6۵۷۶، ص ۱۱۶۲۔

حدیث ۱۱: نیز اُسی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے؟ فرمایا: اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو، محتاجی کا ڈر ہو اور تو نگر کی کی آرزو، یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ تو فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔“ (۱) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب بیان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، الحدیث: ۲۳۸۲، ص ۸۴۰۔

حدیث ۱۲: صحیحین میں ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: ”قسم ہے رب کعبہ کی! وہ ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کی، میرے باپ ماں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: زیادہ مال والے، مگر جو اس طرح اور اس طرح اور اس طرح کرے آگے پیچھے دہنے بائیں یعنی ہر موقع پر خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔“ (2) ”صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب تغلیظ عقوبة من لا یدی الزکاة، الحدیث:

۲۳۰۰، حصہ ۸۳۴.

حدیث ۱۳: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سخی قریب ہے اللہ (عزوجل) سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے اور بخیل دور ہے اللہ (عزوجل) سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے اور جاہل سخی اللہ (عزوجل) سے“

کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، بخیل عابد سے۔“ (3) ”جامع الترمذی“، أبواب البر والصلة، باب ماجاء فی السخاء، الحدیث: ۱۹۶۱، ص ۱۸۴۹۔

حدیث ۱۴: سنن ابوداؤد میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سودر ہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔“

(4) ”سنن أبی داؤد“، کتاب الوصایا، باب ماجاء فی کراهیة الإضرار فی الوصیة، الحدیث: ۲۸۶۶، ص ۱۴۳۷۔

حدیث ۱۵: امام احمد و نسائی و دارمی و ترمذی ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مرتے وقت صدقہ دیتا یا آزاد کرتا ہے، اُس کی مثال اُس شخص کی ہے کہ جب آسودہ ہولیا تو ہدیہ کرتا ہے۔“ (5) ”سنن الدارمی“، کتاب الوصایا، باب من أحب الوصیة ومن كره، الحدیث: ۳۲۲۶، ج ۲، ص ۵۰۵۔ و ”جامع الترمذی“، أبواب الوراء... الخ، باب ماجاء فی الرجل یتصدق... الخ، الحدیث: ۲۱۲۳، ص ۱۸۶۴۔

حدیث ۱۶: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اُبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اُبر ایک کنارہ کو ہو گیا اور اُس نے پانی سلستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا گھر پیا سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو اُس نے اُبر میں سے سُنّا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اُبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الزهد و الرقاق، باب فضل الاتفاق علی المساکین و ابن السبیل، الحدیث: ۷۴۷۳، ص ۱۱۹۴۔

حدیث ۱۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور یہ بات جاتی رہے، جس سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ گھن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اسے دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (راوی کا شک ہے، مگر برص والے اور گنجنے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر گنجنے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے،

اُس سے کہا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک گاہن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتہ نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گاہن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیأت میں ہو کر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مرد مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا چمڑا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتہ نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسل بعد نسل وارث کیا گیا ہوں۔ فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تُو تھا۔

پھر گنبد کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے، جیسا تُو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیأت بن کر آیا اور کہا: میں مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہو گئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تُو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تُو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتہ نے کہا: تُو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں پر ناراضی۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب

الزہد... الخ، باب الدنيا سجن للمؤمن... الخ، الحديث: ۷۴۳۱، ص ۱۱۹۱۔ و ”صحیح البخاری“، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث ابرص

وأعمى وأقرع في بني إسرائيل، الحديث: ۳۴۶۴، ص ۲۸۲۔

حدیث ۱۸: امام احمد و ابوداؤد و ترمذی ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دوں، ارشاد فرمایا: ”اُسے کچھ دیدے، اگرچہ گھر جلا ہوا۔“ (2) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أم بجید، الحديث:

حدیث ۱۹: تنبیہی نے دلائل النبوة میں روایت کی، کہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دے، شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل آ کر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔ لوگوں نے کہا، اللہ (عزوجل) تجھ میں برکت دے۔ (3) (سائل کو واپس کرنا ہوتا تو یہ لفظ بولے ۱۲۔) سائل چلا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمہارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ ام المؤمنین نے عرض کی، ہاں اور خادمہ سے فرمایا: جاوہ گوشت لے آ۔ وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا، لہذا وہ گوشت پتھر ہو گیا۔“ (1)

”دلائل النبوة“ للبيهقي، باب ماجاء في اللحم الذي صار ححرًا... إلخ، ج ۶، ص ۳۰۰ و ”مشكاة المصابيح“، كتاب الزكاة، باب الاتفاق و كراهية الامساك، الحديث: ۱۸۸۰، ج ۱، ص ۵۲۱.

حدیث ۲۰: تنبیہی شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سقاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو بخی ہے، اُس نے اُسکی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کر لے اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے، اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔“ (2) ”شعب الایمان“، باب في الحدود والسعاء، الحديث: ۱۰۸۷۷، ج ۷، ص ۴۳۵.

حدیث ۲۱: رزین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”صدقہ میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلا گئی۔“ (3) ”مشكلة المصابيح“، كتاب الزكاة، باب الاتفاق و كراهية الامساك، الحديث:

۱۸۸۷، ج ۱، ص ۵۲۲.

حدیث ۲۲: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، اگر نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنے کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی، اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا نہ کرے؟ فرمایا: صاحب حاجت پریشان کی اعانت کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: نیکی کا حکم کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: شر سے باز رہے کہ یہی اُس کے لیے صدقہ ہے۔“ (4) ”صحیح البخاری“، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة، الحديث: ۶۰۲۲، ص ۵۰۹.

حدیث ۲۳: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”دو شخصوں میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا اسباب اٹھادینا صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قوم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت کی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔“ (5) ”صحیح مسلم“،

كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع... إلخ، الحديث: ۲۳۳۵، ص ۸۳۷.

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان پیڑ لگائے یا کھیت بوئے، اُس میں سے کسی آدمی یا پرند یا چوپایہ نے کھایا، وہ سب اُس کے لیے صدقہ ہے۔“

حدیث ۲۵ و ۲۶: سنن ترمذی ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”اپنے بھائی کے سامنے مسکراتا بھی صدقہ ہے، نیک بات کا حکم کرنا بھی صدقہ ہے، بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے، راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔“ (1) ”جامع الترمذی“، أبواب البر والصلة، باب ما جاء في صنائع المعروف، الحديث: ۱۹۵۶، ص ۱۸۴۸۔ اسی کے مثل امام احمد و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ایک درخت کی شاخ بیچ راستہ پر تھی، ایک شخص گیا اور کہا: میں اُس کو مسلمانوں کے راستہ سے دُور کر دوں گا کہ اُن کو ایذا نہ دے، وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔“ (2) ”صحیح مسلم“، کتاب البر والصلة والأدب، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، الحديث: ۶۶۷۳، ۶۶۷۰، ص ۱۱۳۵.

حدیث ۲۸: ابو داؤد و ترمذی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان کسی مسلمان ننگے کو کپڑا پہنا دے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے رقیق مخموم (یعنی جنت کی شراب سربند) پلائے گا۔“ (3) ”سنن أبی داود“، کتاب الزکوة، باب في فضل سقى الماء، الحديث: ۱۶۸۲، ص ۱۳۴۸.

حدیث ۲۹: امام احمد و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنا دے تو جب تک اُس میں کا اُس شخص پر ایک پیوند بھی رہے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔“ (4) ”جامع الترمذی“، أبواب صفة القيامة، باب ما جاء في ثواب من كسا مسلماً، الحديث: ۲۴۸۴، ص ۱۹۰۱.

حدیث ۳۰ و ۳۱: ترمذی وابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”صدقہ رب عز وجل کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔“ (5) ”جامع الترمذی“، أبواب الزكاة، باب ما جاء في فضل الصدقة، الحديث: ۶۶۴، ص ۱۷۱۲۔ نیز اس کے مثل ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۲: ترمذی نے باقائدہ تصحیح ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ”اس میں سے کیا باقی رہا؟ عرض کی، سوا شانہ کے کچھ باقی نہیں، ارشاد فرمایا: شانہ کے سوا سب باقی ہے۔“ (1) ”جامع الترمذی“، أبواب صفة القيامة... إلخ، باب قوله صلى الله عليه وسلم في الشاة، الحديث: ۲۴۷۰، ص ۱۹۰۰.

حدیث ۳۳: ابو داؤد و ترمذی و نسائی وابن خزیمہ وابن حبان ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”تین شخصوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو مبغوض۔ جن کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور اُن سے اللہ (عزوجل) کے نام پر سوال کیا، اس قربت کے واسطے سے سوال نہ کیا، جو سائل اور قوم کے درمیان ہے، انہوں نے نہ دیا، اُن میں سے ایک شخص چلا گیا اور سائل کو چھپا کر دیا کہ اس کو اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور وہ شخص جس کو دیا اور کسی نے نہ جانا۔ اور ایک قوم ات بھر چلی، یہاں تک کہ جب انھیں نیند ہر چیز سے زیادہ پیاری ہو گئی، سب نے سر رکھ دیے (یعنی سو گئے)، اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر دُعا کرنے لگا اور اللہ (عزوجل) کی آیتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک شخص لشکر میں تھا، دشمن سے مقابلہ ہوا اور ان کو شکست ہوئی، اُس شخص نے اپنا سینہ آگے کر دیا، یہاں تک کہ قتل کیا جائے یا فتح ہو۔ اور وہ تین جنہیں اللہ (عزوجل) ناپسند فرماتا ہے۔ ایک بوڑھا زنا کار، دوسرا فقیر متکبر، تیسرا مال دار ظالم۔“ (2) ”سنن النسائي“، کتاب الزکاة، باب ثواب من يعطى، الحديث: ۲۵۷۱، ص ۲۲۵۴۔

حدیث ۳۴: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب اللہ (عزوجل) نے زمین پیدا فرمائی تو اُس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیے اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کی، اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی ایسی شے ہے کہ وہ پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔ عرض کی، اے رب (عزوجل)! لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ عرض کی، آگ سے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، پانی۔ عرض کی، پانی سے بھی زیادہ سخت کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں ہو۔ عرض کی، ہو اسے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، ابن آدم کہ دہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اُسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔“ (3) ”جامع الترمذی“، أبواب تفسیر القرآن، باب فی حکمة خلق العیال... إلخ، الحديث: ۳۳۶۹، ص ۱۹۹۸۔

حدیث ۳۵: نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو مسلمان اپنے نکل مال سے اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ ہر ایک اُسے اُس کی طرف بلائے گا، جو اُس کے پاس ہے۔ میں نے عرض کی، اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: ”اگر اُونٹ دے تو دو اُونٹ اور گائے دے تو دو گائیں۔“ (4) ”سنن النسائي“، کتاب الجہاد، باب فضل النفقة فی سبیل اللہ تعالیٰ، الحديث: ۲۲۹۳، ص ۳۱۸۷۔

حدیث ۳۶: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صدقہ خطا کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔“ (1) ”جامع الترمذی“، أبواب الإیمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة، الحديث: ۲۶۱۶، ص ۱۹۱۵۔

حدیث ۳۷: امام احمد بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ”مسلمان کا سایہ قیامت کے دن اُس کا صدقہ ہوگا۔“ (2) ”المسنَد“ للإمام أحمد بن حنبل، حلیث رجل من أصحاب النبی

حدیث ۳۸: صحیح بخاری میں ابو ہریرہ وحکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”بہتر صدقہ وہ ہے کہ پشتِ غنی سے ہو یعنی اُس کے بعد تو نگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔“ (3) ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب لاصدقة إلا عن ظہر غنی، الحديث: ۱۴۲۶، ص ۱۱۲.

حدیث ۳۹: ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیحین میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔“ (4) ”صحیح البخاری“، کتاب

النفقات، باب فضل النفقة على الأهل ... إلخ، الحديث: ۵۳۵۱، ص ۴۶۲.

حدیث ۴۰: زہب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے صحیحین میں مروی، انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کرایا، شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا کافی ہو سکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کو دینے میں دونا اجر ہے، ایک اجر قربت اور ایک اجر صدقہ۔“ (5) ”صحیح مسلم“، کتاب الزکاة، باب فضل النفقة والصدقة ... إلخ، الحديث: ۲۳۱۸، ص ۸۳۶.

حدیث ۴۱: امام احمد وترمذی وابن ماجہ ودارمی سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ والے کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔“ (6) ”جامع الترمذی“، ابواب الزکاة، باب ما جاء في الصدقة على ذی القرباة، الحديث: ۶۵۸، ص ۱۷۱۱.

حدیث ۴۲: امام بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: گھر میں جو کھانے کی چیز ہے، اگر عورت اُس میں سے کچھ دیدے مگر ضائع کرنے کے طور پر نہ ہو تو اُسے دینے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن (بھنڈاری) کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ایک کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا (7) ”صحیح البخاری“، کتاب الزکاة، باب من أمر عادمه ... إلخ، الحديث: ۱۴۲۵، ص ۱۱۲.

اس صورت میں کہ جہاں ایسی عادت جاری ہو کہ عورتیں دیا کرتی ہوں اور شوہر منع نہ کرتے ہوں اور اُسی حد تک جو عادت کے موافق ہے مثلاً روٹی دو روٹی، جیسا کہ ہندوستان میں عموماً رواج ہے اور اگر شوہر نے منع کر دیا ہو یا وہاں کی ایسی عادت نہ ہو تو بغیر اجازت عورت کو دینا جائز نہیں۔ ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔ عرض کی گئی، کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ تو بہت اچھا مال ہے۔ (1) ”جامع الترمذی“، ابواب الزکاة، باب ما جاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، الحديث: ۶۷۰، ص ۱۷۱۲.

حدیث ۴۳: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خازن مسلمان امانت دار کہ جو اُسے حکم دیا گیا، پورا پورا اُس کو دے دیتا ہے، وہ دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔“

حدیث ۴۴: حاکم اور طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ "ایک لقمہ روٹی اور ایک ٹھٹی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔ اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک صاحب خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔" (3) "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۵۳۰۹، ج ۴، ص ۸۹.

حدیث ۴۵: ابن ماجہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ میں فرمایا: "اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف رجوع کرو اور مشغولی سے پہلے اعمال صالحہ کی طرف سبقت کرو اور پوشیدہ و علانیہ صدقہ دے کر اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلقات کو ملاؤ تو تمہیں روزی دی جائے گی اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہاری شکستگی دور کی جائے گی۔" (4) "سنن ابن ماجہ"، أبواب إقامة الصلوات، باب فی فرض الجمعة، الحدیث: ۱۰۸۱، ص ۲۵۴۰.

حدیث ۴۶: صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "تم میں ہر شخص سے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا، وہ اپنی ذہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا، جو پہلے کر چکا ہے، پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو مونہ کے سامنے آگ دکھائی دے گی تو آگ سے بچو، اگرچہ خرے کا ایک ٹکڑا دے کر۔" (5) "صحیح مسلم"، کتاب الزکوٰۃ، باب الحث علی الصدقة... إلخ، الحدیث: ۲۳۴۸، ص ۸۳۸. اور اسی کے مثل عبد اللہ بن مسعود و صدیق اکبر و أم المومنین صدیقہ و انس و ابو ہریرہ و ابو امامہ و نعمان بن بشیر وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۴۷: ابویعلیٰ جابر اور ترمذی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "صدقہ خطا کو ایسے بچھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔" (1) "جامع الترمذی"، أبواب الإيمان، باب ما جاء فی حرمة الصلاة، الحدیث: ۲۶۱۶، ص ۱۹۱۵.

حدیث ۴۸: امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، اُس وقت تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔" (2) "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حدیث عقبہ بن عامر، الحدیث: ۱۷۳۳۵، ج ۶، ص ۱۲۶. و طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ قبر کی حرارت کو دفع کرتا ہے۔" (3) "المعجم الكبير"، الحدیث: ۷۸۷، ج ۱۷، ص ۲۸۶.

حدیث ۴۹: طبرانی و بیہقی حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رب عزوجل فرماتا ہے: "اے ابن آدم! اپنے خزانہ میں سے میرے پاس کچھ جمع کر دے، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے گا۔ تجھے میں پورا دوں گا، اُس وقت کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔" (4) "معجم الإيمان"، باب فی الزکوٰۃ،

حدیث ۵۰ و ۵۱: امام احمد و ابو طبرانی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی ابو زر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ”آدمی جب کچھ بھی صدقہ نکالتا ہے تو شتر شیطان کے جڑے چیر کر نکلتا ہے۔“ (5) ”المعتمد“

الإمام أحمد بن حنبل، حديث بريدة الأسلمي، الحديث: ۲۳۰۲۳، ج ۹، ص ۱۲.

حدیث ۵۲: طبرانی نے عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ”مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔“ (6) ”المعجم الكبير“، الحديث: ۳۱، ج ۱۷، ص ۲۲.

حدیث ۵۳: طبرانی کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ”صدقہ بُرائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔“ (7) ”المعجم الكبير“، الحديث: ۴۴۰۲، ج ۴، ص ۲۷۴.

حدیث ۵۴: ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ”اللہ عز و جل نے یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوٰۃ والسلام کو پانچ باتوں کی وحی بھیجی کہ خود عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم فرمائیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید کیا اور اس کا ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیا اور اُسے مارنے کے لیے لائے، اُس وقت تھوڑا بہت جو کچھ تھا، سب کو دے کر اپنی جان بچائی۔“ (1) ”جامع الترمذی“، أبواب الأمثال، باب ما جاء في مثل الصلاة

والصيام والصدقة، الحديث: ۲۸۶۳، ص ۱۹۳۹.

حدیث ۵۵: ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”جس نے حرام مال جمع کیا پھر اُسے صدقہ کیا تو اُس میں اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔“ (2) ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الزكاة، باب التطوع، الحديث: ۳۳۵۶، ج ۵، ص ۱۵۱.

حدیث ۵۶: ابو داؤد و ابن خزیمہ و حاکم انھیں سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ”کم مایہ شخص کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔“ (3) ”سنن أبي داود“، كتاب الزكاة، باب الرخصة في

ذلك، الحديث: ۱۶۷۷، ص ۱۳۴۸.

حدیث ۵۷: نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان انھیں سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔“ کسی نے عرض کی، یہ کیونکر یا رسول اللہ (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: ”ایک شخص کے پاس مال کثیر ہے، اُس نے اُس میں لاکھ درہم لے کر صدقہ کیے اور ایک شخص کے پاس صرف دو ہیں، اُس نے اُن میں سے ایک کو صدقہ کر دیا۔“ (4) ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الزكاة، باب صدقة التطوع، الحديث: ۳۳۳۶، ج ۵، ص ۱۴۴.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ إِنَّمَا مَعَدُوُّهُ ط ۝ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ط فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ط وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ط وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ط يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ط أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ لَا قَلِيلٌ مِّنْ عِجَابِ اللَّهِ إِنِّي وَأَنكُمْ لَبَاسٌ لَّكُمْ ط هُنَّ لِبَاسٌ لَّهِنَّ ط عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْزِنْ بِأَشْرَوْهِنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ص وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ آمُوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ ط بَلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِّلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝﴾ (1)

پ ۲، البقرة: ۱۸۳ - ۱۸۷ .

”اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تاکہ تم گناہوں سے بچو چند دنوں کا۔ پھر تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ اور دنوں میں گنتی پوری کر لے اور جو طاقت نہیں رکھتے، وہ فدیہ دیں۔ ایک مسکین کا کھانا پھر جو زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ ماہ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا۔ لوگوں کی ہدایت کو اور ہدایت اور حق و باطل میں جدائی بیان کرنے کے لیے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے۔ اللہ (عزوجل) تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، سختی کا ارادہ نہیں فرماتا اور تمھیں چاہیے کہ گنتی پوری کرو اور اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، کہ اُس نے تمھیں ہدایت کی اور اس امید پر کہ اس کے شکر گزار ہو جاؤ۔ اور اے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دُعا کرنے والے کی دُعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے تو اُنھیں چاہیے کہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، اس امید پر کہ راہ پائیں۔ تمھارے لیے روزہ کی رات میں عورتوں سے جماع حلال کیا گیا، وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس۔ اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے ہو تو تمھاری توبہ قبول کی اور تم سے معاف فرمایا تو اب اُن سے جماع کرو اور اسے چاہو جو اللہ (عزوجل) نے تمھارے لیے لکھا اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ فجر کا سپید

ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو اور ان سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں

مختلف ہو۔ یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن کے قریب نہ جاؤ، اللہ (عزوجل) اپنی شانیاں یو ہیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ بچیں۔“

روزہ بہت عمدہ عبادت ہے، اس کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئیں۔ ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (2) ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب هل

يقال رمضان أو شهر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۸۹۹، ص ۱۴۸.

ایک روایت میں ہے، کہ ”جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔“ (1) ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب هل يقال

ومضان أو شهر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۸۹۸، ص ۱۴۸.

ایک روایت میں ہے، ”رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔“ (2) ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، الحديث: ۲۴۹۶، ص ۸۵۰.

اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، ”جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے، اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔“ (3)

”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، الحديث: ۶۸۲، ص ۱۷۱۴.

امام احمد و نسائی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بیشک محروم ہے۔“ (4) ”سنن النسائي“، کتاب الصیام، باب ذکر

الاختلاف على معمر فيه، الحديث: ۲۱۰۸، ص ۲۲۲۵.

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں۔ رمضان آیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے۔“ (5) ”سنن ابن ماجه“، أبواب ما جاء في الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان،

الحديث: ۱۶۴۴، ص ۲۵۷۵.

حدیث ۳: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔“ (6) ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان،

حدیث ۴: بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔“ (۱) ”شعب الایمان“، باب فی

الصیام، فضائل شہر رمضان، الحديث: ۳۶۲۳، ج ۳، ص ۳۱۲ - ۳۱۳.

حدیث ۵: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کی آخر شب میں اس اُمت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی، کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں لیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کر لے۔“ (۲) ”المسنند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسندابی ہریرة، الحديث:

۷۹۲۲، ج ۳، ص ۱۴۴.

حدیث ۶: بیہقی شعب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا۔ فرمایا: ”اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (۳) (یعنی خنوا ری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔“ ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز وجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک ٹُڑیا یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔“ (۴)

”شعب الایمان“، باب فی الصیام، فضائل شہر رمضان، الحديث: ۳۶۰۸، ج ۳، ص ۳۰۵. و ”صحیح ابن حزمہ“، کتاب الصیام، باب فضائل شہر رمضان... إلخ، الحديث: ۱۸۸۷، ج ۳، ص ۱۹۱.

حدیث ۷: صحیحین و ترمذی و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں

کے جو روزہ رکھتے ہیں۔“ (1) ”صحیح البخاری“، کتاب بدء الخلق، باب صفة أبواب الحنة، الحديث: ۳۲۵۷، ص ۲۶۳۔

حدیث ۸: بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے شپ قدر کا قیام کرے، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں۔“ (2) ”صحیح البخاری“، کتاب

صلاحۃ السراویح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ۲۰۰۹، ص ۱۵۶۔ و ”صحیح البخاری“، کتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، الحديث: ۲۰۱۴، ص ۱۵۷۔

حدیث ۹: امام احمد و حاکم اور طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”روزہ و قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔“ (3) ”المسنَد“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص،

الحديث: ۶۶۳۷، ج ۲، ص ۵۸۶۔

حدیث ۱۰: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دُل سے سات کھجک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب (عزوجل) سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ بے ہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے، میں روزہ دار ہوں۔“ (4) ”مشکاة المصابیح“، کتاب الصوم، الفصل الأول،

الحديث: ۱۹۵۹، ج ۱، ص ۵۴۱۔ اسی کے مثل امام مالک و ابو داؤد و ترمذی و نسائی اور ابن خزمیہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۱: طبرانی اوسط میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال سات قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک عمل کا بدلہ دُل گنا اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک وہ عمل ہے، جس کا ثواب اللہ (عزوجل) ہی جانے۔ وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں ان میں:

(۱) ایک یہ کہ جو خدا سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا تھا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا، اُس کے لیے جنت واجب۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو خدا سے ملا اس حال میں کہ اُس نے شرک کیا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب اور

(۳) جس نے برائی کی، اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی اور

(۴) جس نے نیکی کا ارادہ کیا، مگر عمل نہ کیا تو اُس کو ایک نیکی کا بدلہ دیا جائے گا اور

(۵) جس نے نیکی کی، اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور

(۶) جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کیا، اُس کو سات سو کا ثواب ملے گا۔ ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سات سو دینار اور روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔“ (1)

”شعب الإيمان“، باب فی الصیام، فضائل الصوم، الحدیث: ۳۵۸۹، ج ۳، ص ۲۹۸، و ”الترغیب و الترہیب“، کتاب الصوم، الحدیث: ۸، ج ۲، ص ۴۹۔

حدیث ۱۵۶۱۲: امام احمد بن حنبل اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”روزہ سپر ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ۔“ (2) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحدیث: ۹۲۳۶، ج ۳، ص ۳۶۷۔ اُسی کے قریب جابر و عثمان بن ابی العاص و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۶ و ۱۷: ابو یعلیٰ و بیہقی سلمہ بن قیس اور احمد و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جیسے کوا کہ جب بچ تھا، اس وقت سے اُڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔“ (3) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحدیث: ۱۰۸۱۰، ج ۳، ص ۶۱۹۔

حدیث ۱۸: ابو یعلیٰ و طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا۔“ (4) ”مسند أبي يعلى“، مسند أبي هريرة، الحدیث: ۶۱۰۴، ج ۵، ص ۳۵۳۔

حدیث ۱۹: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر شے کے لیے زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔“ (1) ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ما جاء في الصيام، باب في الصوم زكاة الجسد، الحدیث: ۱۷۴۵، ص ۲۵۸۱۔

حدیث ۲۰: نسائی و ابن خزمیہ و حاکم ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (عزوجل) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ”مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: ”روزہ کو لازم کر لو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ میں نے عرض کی، مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے؟ ارشاد فرمایا: روزہ کو لازم کر لو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ انہوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔“ (2) ”سنن النسائي“، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف... إلخ، الحدیث: ۲۲۲۵، ص ۲۲۳۲، و ”الترغیب و

الترہیب“، کتاب الصوم، الحدیث: ۲۱، ج ۲، ص ۵۲۔

حدیث ۲۶۵۲۱: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے مونہ کو دوزخ سے ستر برس کی راہ

دور فرما دے گا۔“ (3) ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل الصیام فی سبیل اللہ... إلخ، الحدیث: ۲۷۱۳، ص ۸۶۲، اور اس کی مثل نسائی و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور طبرانی ابو درداء اور ترمذی ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کر دے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔“ (4) ”جامع الترمذی“، أبواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فی فضل الصوم... إلخ، الحدیث: ۱۶۲۴، ص ۱۸۱۹۔

اور طبرانی کی روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”دوزخ اس سے سو برس کی راہ دُور ہوگی۔“ (5) ”المعجم الأوسط“، باب الباء، الحدیث: ۳۲۴۹، ج ۲، ص ۲۶۸۔ اور ابو یعلیٰ کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ”غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا۔“ (6) ”مسند أبي يعلى“، مسند معاذ بن انس، الحدیث: ۱۴۸۴، ج ۲، ص ۳۶۔

حدیث ۲۷: بیہقی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ دار کی دُعا، افطار کے وقت نہیں کی جاتی۔“ (7) ”شعب الإيمان“، باب فی الصیام، فصل فیما یفطر الصائم علیہ، الحدیث: ۳۹۰۴، ج ۳، ص ۴۰۷۔

حدیث ۲۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے: ”تین شخص کی دُعا رو نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور بادشاہ عادل اور مظلوم کی دُعا، اُس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔“ اور رب عزوجل فرماتا ہے: ”مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔“ (1) ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ماجاء فی الصیام، باب فی الصائم لا ترد دعوتہ، الحدیث: ۱۷۵۲، ص ۲۵۸۱۔

حدیث ۲۹: ابن حبان و بیہقی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہو گیا۔“ (2) ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحدیث: ۳۴۲۴، ج ۵، ص ۱۸۲-۱۸۳۔

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے مکہ میں ماہ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کر دینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا۔“ (3) ”سنن ابن ماجہ“، أبواب المناسک، باب الصوم شهر رمضان بمکة، الحدیث: ۳۱۱۷، ص ۲۶۶۶۔

حدیث ۳۱: بیہقی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”میری اُمت کو ماہ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اول یہ کہ جب رمضان کی پہلی

رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونہ کی بُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک مُٹک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مَزین ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔“ (4) ”شعب

الإیمان“، باب فی الصیام، فضائل شهر رمضان، الحدیث: ۳۶۰۳، ج ۳، ص ۳۰۳۔

حدیث ۳۶۱ تا ۳۶۴: حاکم نے کعب بن عجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا: آمین۔ دوسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ تیسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔“ جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایسی بات سنی کہ کبھی نہ سُنتے تھے۔ فرمایا: جبریل نے آکر عرض کی، ”وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا کہا وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا آمین۔“ (1) ”المستدرک“، کتاب البر والصلۃ، باب لعن اللہ العاق لوالدیہ... إلخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج ۵، ص ۲۱۲۔ اسی کے مثل ابو ہریرہ حسن بن مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن حبان نے روایت کی۔

حدیث ۳۵: اصحابی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملسکے خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلّی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: ”اے گروہ ملسکے! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کر لیا۔“ فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ”میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔“ (2) ”کنز العمال“، کتاب الصوم، الحدیث:

۲۳۷۰۲، ج ۸، ص ۲۱۹۔

حدیث ۳۶: ابن خزیمہ نے ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اُس میں یہ بھی ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔“ (3) ”صحیح ابن حزمہ“، کتاب الصیام، باب ذکر تریین الحنة لشهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۸۶،

حدیث ۳۷: بزار و ابن خزمہ و ابن حبان عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! فرمائیے تو اگر میں اُس کی گواہی دوں کہ اللہ (عز و جل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عز و جل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا: ”صدیقین اور شہدا

میں سے۔“ (4) ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحديث: ۳۴۲۹، ج ۵، ص ۱۸۴.

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴۔ (علامہ کتب)

مسئلہ ۱: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے باز رکھنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوا اللہ (۲) (یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز) سے اپنے کو بالکل جُدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (۳) "الحوہ النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲: روزے کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) نفل۔

(۴) مکروہ تنزیہی۔

(۵) مکروہ تحریمی۔

فرض و واجب کی دو قسمیں ہیں: معین و غیر معین۔ فرض معین جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معین جیسے قضاے رمضان اور روزہ کفارہ۔ واجب معین جیسے نذر معین۔ واجب غیر معین جیسے نذر مطلق۔

نفل دو ہیں: نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشوراء یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرہویں، چودھویں، پندرہویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے صوم داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز و مہرگان کے دن روزہ۔ صوم دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صوم سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صوم وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھے، یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق (۱) (یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں) کے روزے۔ (۲) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴ و "الدر المختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۳۸۸ - ۳۹۲۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: روزے کے مختلف اسباب ہیں، روزہ رمضان کا سبب ماہ رمضان کا آنا، روزہ نذر کا سبب منت ماننا، روزہ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ماہ رمضان کا روزہ فرض جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پالے یعنی صبح صادق سے ضحوة

کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیت نہیں ہو سکتی، لہذا روزہ نہیں ہو سکتا اور رات میں نیت ہو سکتی ہے مگر روزہ کی نیت نہیں، لہذا اگر جنون کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور صبح جنون کی حالت میں ہوئی یا ضحوة کبریٰ کے بعد کسی دن ہوش آیا تو اُس پر رمضان کے روزے کی قضا نہیں، جبکہ پورا رمضان اسی جنون میں گزر جائے اور ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا، جس میں نیت کر سکتا ہے تو سارے رمضان کی قضا لازم ہے۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۷-۳۸۸ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: رات میں روزہ کی نیت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہوا باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی اگرچہ نیت کا وقت نہ ملا۔ (5) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۸۸۔ (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۶: ادائے روزہ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوة کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔ لہذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہو گیا اور ضحوة کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو ہو گیا۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ضحوة کبریٰ نیت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضرور ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا، نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۴۔ (درمختار)

مسئلہ ۸: نیت کے بارے میں نفل عام ہے، سنت و مکروہ سب کو شامل ہے کہ ان سب کے لیے نیت کا وہی وقت ہے۔ (۱) "ردالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس طرح اور جگہ بتایا گیا کہ نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے:

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ عَدَا لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضٍ رَمَضَانَ هَذَا .

”یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔“

اور اگر دن میں نیت کرے تو یہ کہے:

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ هَذَا الْيَوْمَ لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرَضٍ رَمَضَانَ .

”میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔“

اور اگر تہرک و طلب توفیق کے لیے نیت کے الفاظ میں انشاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو، مذہب ہو تو نیت ہی کہاں ہوئی۔ (2) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۰: دن میں نیت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیت

ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔ (3) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵ و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۴۔ (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر چنانچہ تین قسم کے روزوں کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ (4) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیت صحیح نہیں، بہر حال وہ روزہ دار نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول فی تعریفہ... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو روزہ نہ ہوا۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول فی تعریفہ... إلخ، ج ۱، ص ۱۹۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا، تو نیت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیت کرنا ضرور نہیں۔ (2) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت حیض و نفاس والی تھی، اُس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہو گئی تو روزہ صحیح ہو گیا۔ (3) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: دن میں وہ نیت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو، لہذا اگر صبح صادق کے بعد بھول کر بھی کھانی لیا ہو یا جماع کر لیا تو اب نیت نہیں ہو سکتی۔ (4) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۶۔ (جوہرہ) مگر معتمد یہ ہے کہ بھولنے کی حالت میں اب بھی نیت صحیح ہے۔ (5) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب

ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۱۹۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوں روزہ میں توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔ (6) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۵۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸: اگر رات میں روزہ کی نیت کی پھر پکا ارادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیت جاتی رہی۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا رہا اور جماع سے بچا تو روزہ نہ ہوا۔ (7) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸۔ (ردالمحتار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: سحری کھانا بھی نیت ہے، خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔ (8) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۶۔ (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیت کر لی تو یہ نیت صرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔ (9) "الحوہرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۶۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۲۱: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیت سے ہو جاتے ہیں، خاص انہیں کی نیت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا۔ (۱) "الدر المختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیت کریں تو جس کی نیت کریں گے، وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔ (۲) "تنبیہ الألبار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۵۔ (تنویر الابصار) اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: نذر معین یعنی فلاں دن روزہ رکھوں گا، اس میں اگر اُس دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو جس کی نیت سے روزہ رکھا، وہ ہوا منت کی قضا دے۔ (۴) المرجع السابق، ص ۱۹۶۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ماہ رمضان ہے، جب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔ (۵) "الدر المختار"، (درمختار)

مسئلہ ۲۵: کوئی مسلمان دارالحرب میں قید تھا اور ہر سال یہ سوچ کر کہ رمضان کا مہینہ آگیا، رمضان کے روزے رکھے بعد کو معلوم ہوا کہ کسی سال بھی رمضان میں نہ ہوئے بلکہ ہر سال رمضان سے پیشتر ہوئے تو پہلے سال کا تو ہوا ہی نہیں کہ رمضان سے پیشتر رمضان کا روزہ ہو نہیں سکتا اور دوسرے تیسرے سال کی نسبت یہ ہے کہ اگر مطلق رمضان کی نیت کی تھی تو ہر سال کے روزے سال گزشتہ کے روزوں کی قضا ہیں اور اگر اس سال کے رمضان کی نیت سے رکھے تو کسی سال کے نہ ہوئے۔ (۶) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۷۔ (رد المحتار)

مسئلہ ۲۶: اگر صورت مذکورہ میں تحریر کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ رکھا، مگر واقع میں روزے شوال کے مہینے میں ہوئے تو اگر رات سے نیت کی تو ہو گئے، کیونکہ قضا میں قضا کی نیت شرط نہیں، بلکہ ادا کی نیت سے بھی قضا ہو جاتی ہے پھر اگر رمضان و شوال دونوں میں ۳۱ دن یا ۲۹ دن یا ۲۸ دن کے ہیں تو ایک روزہ اور رکھے کہ عید کا روزہ ممنوع ہے اور اگر رمضان میں ۳۱ دن کا اور شوال ۲۸ دن کا تو دو اور رکھے اور رمضان ۲۸ دن کا تھا اور یہ ۳۱ دن کا تو پورے ہو گئے اور اگر وہ مہینہ ذی الحجہ کا تھا تو اگر دونوں میں ۳۱ دن یا ۲۹ دن کے ہیں تو چار روزے اور رکھے اور رمضان میں ۳۱ دن کا تھا یہ ۳۱ دن کا تو پانچ اور بالکس تو تین رکھے۔ غرض ممنوع روزے نکال کر وہ تعداد پوری کرنی ہوگی جتنے رمضان کے دن تھے۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ادائے رمضان اور نذر معین اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضاے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معین کی نیت کرے اور اُن روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ یہ اس

کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۳ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمہ روزے کی قضا ہے روزہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ گمان غلط تھا تو اگر فوراً توڑ دے تو توڑ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پورا کر لے اور فوراً نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہے۔ (3) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۹۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: رات میں قضا روزے کی نیت کی، صبح کو اُسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کر سکتا۔ (4) المرجع السابق، ص ۳۹۸۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نماز پڑھتے میں روزہ کی نیت کی تو نیت صحیح ہے۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۳۹۸۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کئی روزے قضا ہو گئے تو نیت میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا، دوسرے کی قضا اور اگر کچھ اس سال کے قضا ہو گئے، کچھ اگلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیت ہونی چاہیے کہ اس رمضان کی اور اُس رمضان کی قضا اور اگر دن اور سال کو معین نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: رمضان کا روزہ قصد اُتوڑا تھا تو اس پر اس روزے کی قضا ہے اور (7) اگر کفارے کی شرائط پائی گئیں تو ساٹھ روزے کفارہ کے۔ اب اُس نے اسٹھ روزے رکھ لیے، قضا کا دن معین نہ کیا تو ہو گیا۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۱۹۶۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے، خواہ مطلق روزہ کی نیت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیت معین کی، کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیت ہے تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ مقیم کے لیے تنزیہی اور مسافر نے اگر کسی واجب کی نیت کی تو کراہت نہیں پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو مقیم کے لیے بہر حال رمضان کا روزہ ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شعبان کا دن تھا اور نیت کسی واجب کی کی تھی تو جس واجب کی نیت تھی وہ ہوا اور اگر کچھ حال نہ گھلا تو واجب کی نیت بے کار گئی اور مسافر نے جس کی نیت کی بہر صورت وہی ہوا۔ (2)

"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم الشک، ج ۳، ص ۳۹۹۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یو ہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشک میں کراہت نہیں۔ کراہت اُسی صورت میں ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھا جائے یعنی صرف میں شعبان کو یا انیس اور میں کو۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۰۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر نہ تو اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا نہ کئی روز پہلے سے روزے رکھے تو اب خاص لوگ روزہ رکھیں اور عوام نہ رکھیں، بلکہ عوام کے لیے یہ حکم ہے کہ ضحہ کبریٰ تک روزہ کے مثل رہیں، اگر اس وقت تک چاند کا ثبوت ہو جائے تو رمضان کے روزے کی نیت کر لیں ورنہ کھاپی لیں۔ خواص سے مراد یہاں علما ہی نہیں، بلکہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے، وہ خواص میں ہے ورنہ عوام میں۔ (۴) ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۲ (درمختار)

مسئلہ ۳۶: یوم الشک کے روزہ میں یہ پکا ارادہ کر لے کہ یہ روزہ نفل ہے تو دندر ہے، یوں نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ نفل کا یا یوں کہ اگر آج رمضان کا دن ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ کسی اور واجب کا کہ یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو فرض رمضان ادا ہوگا۔ ورنہ دونوں صورتوں میں نفل ہے اور گنہگار بہر حال ہوا اور یوں بھی نیت نہ کرے کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ ہے، ورنہ روزہ نہیں کہ اس صورت میں تو نہ نیت ہی ہوئی، نہ روزہ ہوا اور اگر نفل کا پورا ارادہ ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (۱) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الأول، ج ۱، ص ۲۰۰ و ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم الشک، ج ۳، ص ۴۰۳۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: عوام کو جو یہ حکم دیا گیا کہ ضحہ کبریٰ تک انتظار کریں، جس نے اس پر عمل کیا مگر بھول کر کھالیا پھر اُس دن کا رمضان ہونا ظاہر ہوا تو روزہ کی نیت کر لے ہو جائے گا کہ انتظار کرنے والا روزہ دار کے حکم میں ہے اور بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹا۔ (۲) ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۴۔ (درمختار)

چاند دیکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْآهْلِ ط قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ط﴾

(۳) پ ۲، البقرة: ۱۸۹

”اے محبوب! تم سے ہلال کے بارہ میں لوگ سوال کرتے ہیں، تم فرما دو وہ لوگوں کے کاموں اور حج کے لیے اوقات ہیں۔“

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر آبر ہو تو مقدار پوری کر لو۔“ (۴) ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، إذا رأيتم الهلال فصوموا... إلخ، الحديث: ۱۹۰۶، ص ۱۴۹۔

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر آبر ہو تو شعبان کی گنتی میں پوری کر لو۔“ (۵) ”صحیح

حدیث ۳: ابو داود وترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک اعرابی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ”تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔“ اُس نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: ”اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں۔“ (1)

”سنن أبی داود“، کتاب الصیام، باب فی شهادة الواحد علی رؤية هلال رمضان، الحدیث: ۲۳۴۰، ص ۱۳۹۷.

حدیث ۴: ابو داود و دارمی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ (2)

”سنن أبی داود“، کتاب الصیام، باب فی شهادة الواحد علی رؤية هلال رمضان، الحدیث: ۲۳۴۲، ص ۱۳۹۷.

حدیث ۵: ابو داود اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر اُبر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ (3)

”سنن أبی داود“، کتاب الصیام، باب إذا غمی الشهر، الحدیث: ۲۳۲۵، ص ۱۳۹۶.

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابی البختری سے مروی، کہتے ہیں ہم عمرہ کے لیے گئے، جب لطن نخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھ کر کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہم ملے اور ان سے واقعہ بیان کیا، فرمایا: تم نے دیکھا کس رات میں؟ ہم نے کہا، فلاں رات میں، فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی مدت دیکھنے سے مقرر فرمائی، لہذا اس رات کا قرار دیا جائے گا جس رات کو تم نے دیکھا۔ (4)

”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب بیان أنه لا اعتبار بکبر الهلال وصفه... إلخ، الحدیث: ۲۵۲۹، ص ۸۵۱.

مسئلہ ۱: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔

(۱) شعبان۔

(۲) رمضان۔

(۳) شوال۔

(۴) ذیقعدہ۔

(۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت اُبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے (5) (کہہ ج کا خاص مہینہ ہے۔)

اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ (6) ”الفتاویٰ الرضویہ“ (الحدیثہ)، ج ۱۰، ص ۴۴۹ - ۴۵۱. (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۲: شعبان کی انیس کو شام کے وقت چاند کی کھیس دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے میں دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷.

(عالمگیری)

مسئلہ ۳: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کردی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگر چہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں (۲) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۴. اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں میں روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر اُبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔ (۳) (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: تنہا اُس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی اور ابھی اُس نے اُس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اُس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفارہ لازم نہیں، صرف اُس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی۔ اُس کے بعد اُس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو۔ (۴) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۴. (درمختار)

مسئلہ ۵: جو شخص علم ہیأت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیأت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔ (۵) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیة الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷. (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ہر گواہی میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر اُبر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ یو ہیں اس کی گواہی میں دعویٰ اور مجلس قضا اور حاکم کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اُس کی گواہی سنی اور اُس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ حاکم کا حکم اُس نے نہ سنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا۔ (۶) المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶. (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: اُبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہے۔ عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبار گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔ (۱) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث فی صوم یوم الثلث، ج ۳، ص ۴۰۶. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اُس کی گواہی قابل قبول نہیں رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی

دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر اُمید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کر لے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔ (2)

”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶۔

مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیر رمضان میں قابل قبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کر دے، یہاں تک کہ اگر لوٹنی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ لوٹنی کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے آقا سے اجازت لے۔ یوہیں آزاد عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔ (3) المرجع السابق، ص ۴۰۷۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔ (4) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند کیکھ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱: تنہا امام (بادشاہ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے۔ (5) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (6) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اُس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جبکہ شہادۃ علی الشہادۃ کے تمام شرائط پائے جائیں۔ (1) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج ۱، ص ۱۹۷۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرون شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔ (2) ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹۔ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جماعت کثیرہ کی شرط اُس وقت ہے جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے اور اگر کسی اور معاملے کے لیے دہر دیا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو اب یہ

شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہو گیا، مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا دین ہے اور اس کی میعاد یہ ٹھہری تھی کہ جب رمضان آجائے تو دین ادا کر دے گا اور رمضان آگیا مگر یہ نہیں دیتا۔ مدعی علیہ (3) (یعنی وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے۔) نے کہا، بیشک اس کا دین میرے ذمہ ہے اور میعاد بھی یہی ٹھہری تھی، مگر ابھی رمضان نہیں آیا اس پر مدعی نے دو گواہ گزارے جنہوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی، قاضی نے حکم دے دیا کہ دین ادا کر، تو اگرچہ مطلع صاف تھا اور دوہی کی گواہیاں ہوئیں، مگر اب روزہ رکھنے اور عید کرنے کے حق میں بھی یہی دو گواہیاں کافی ہیں۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول... إلخ، ج ۳، ص ۴۱۱۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ نا صاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا اور دعوے کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔ (6) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول... إلخ، ج ۳، ص ۴۱۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہو گیا۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، ج ۳، ص ۴۱۳۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: رمضان کی چاند رات کو اُبر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجہ اُبر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کر لیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جبکہ دو عادلوں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، ج ۳، ص ۴۱۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مطلع نا صاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دوسرا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ تو بہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔ (3) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲۱: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع نا صاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کر لیں۔ (۴) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (۵) الدر المختار، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۸ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: انیسویں رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج ٹیٹل ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور اگر یہاں نہ تھے اور عادل ہوں تو قبول کر لی جائے۔ (۶) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۸۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے ٹیٹل دن پورے کر کے روزے شروع کر دیے، اٹھائیسویں روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہو گیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر ٹیٹل دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ رجب کی ٹیٹل تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کر رکھیں۔ (۱) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب الثانی فی رؤیۃ الهلال، ج ۱، ص ۱۹۹۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہر حال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (۲) الدر المختار و رد المحتار، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطلع، ج ۳، ص ۴۱۷۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے (۳) (مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔
(۲) شہادۃ علی الشہادۃ، یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں۔
(۳) شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے رو برو گواہی گزری اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔
(۴) کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو، گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔
(۵) استفاضۃ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں ہلال دن رویت ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔
(۶) اکمال مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد نہ ہوتا یعنی ہے۔
(۷) اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے تیس ۲۹ کی شام کو شمشاد توچیں داعی گئیں یا قافز ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرد گردو بیہات والوں کے واسطے توچوں کی آواز سننا صحیح ثبوت ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

(انظر: "الفتاویٰ الرضویہ" (الحدیثہ)، ج ۱۰، ص ۴۰۵ - ۴۲۰، ملخصاً) یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ رکھا یا عید کی ہے۔ (1)

"ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۹، (درمختار)

مسئلہ ۲۷: تاریاٹیلیفون سے رویت ہلال نہیں ثابت ہو سکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیس رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تاریخ بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں، اگر کہیں سے تاریخ آ گیا بس لو عید آگئی یہ محض ناجائز و حرام ہے۔

تاریخ کیا چیز ہے؟ اولاً تو یہی معلوم نہیں کہ جس کا نام لکھا ہے واقعی اُسی کا بھیجا ہوا ہے اور فرض کرو اُسی کا ہو تو تمہارے پاس کیا ثبوت اور یہ بھی سہی تو تاریخ میں اکثر غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں، ہاں کا نہیں نہیں کا ہاں معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور وہ بھی بیسوں واسطے سے اگر تار دینے والا انگریزی پڑھا ہوا نہیں تو کسی اور سے لکھوائے گا معلوم نہیں کہ اُس نے کیا لکھوایا اُس نے کیا لکھا، آدمی کو دیا اُس نے تار دینے والے کے حوالہ کیا، اب یہاں کے تار گھر میں پہنچا تو اُس نے تقسیم کرنے والے کو دیا اُس نے اگر کسی اور کے حوالے کر دیا تو معلوم نہیں کتنے واسطوں سے اُس کو ملے اور اگر اسی کو دیا جب بھی کتنے واسطے ہیں پھر یہ دیکھیے کہ مسلمان مستور جس کا عادل و فاسق ہونا معلوم نہ ہو اُس تک کی گواہی معتبر نہیں اور یہاں جن جن ذریعوں سے تاریخ پہنچا اُن میں سب کے سب مسلمان ہی ہوں، یہ ایک عقلی احتمال ہے جس کا وجود معلوم نہیں ہوتا اور اگر یہ مکتوب الیہ (2) (یعنی جسے خط پہنچا) صاحب بھی انگریزی پڑھے نہ ہوں تو کسی سے پڑھوائیں گے، اگر کسی کافر نے پڑھا تو کیا اعتبار اور مسلمان نے پڑھا تو کیا اعتماد کہ صحیح پڑھا۔ غرض شمار کیجیے تو بکثرت ایسی وجہیں ہیں جو تار کے اعتبار کو کھوتی ہیں فقہانے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا اگرچہ کاتب کے دستخط تحریر پہنچاتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ **الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم** خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر مہر کے۔ تو کجا تار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: ہلال (3) (یعنی چاند) دیکھ کر اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے (4) کیونکہ یہ اہل جاہلیت کا عمل ہے۔ (انظر: "فتح القدیر"، کتاب الصوم، فصل فی رؤیة الهلال، ج ۲، ص ۲۴۳)، اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔ (5)

"ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی اختلاف المطالع، ج ۳، ص ۴۱۹، (عالمگیری، درمختار)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اُسے اللہ (عزوجل) نے کھلایا اور پلایا۔" (1)

(1) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب أكل الناسی وشره وجماعه لا یفطر، الحدیث: ۲۷۱۶، ص ۸۶۳۔

حدیث ۲: ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس پر قے نے غلبہ کیا، اس پر قضا نہیں اور جس نے قصد اُتے کی، اس پر روزہ کی قضا ہے۔" (2) "جامع

حدیث ۳: ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا: ”ہاں۔“ (3) ”جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء في الكحل للصائم، الحديث: ٧٢٦، ص ١٧١٨.

حدیث ۴: ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، کچھنا اور قے اور احتلام۔“ (4) ”جامع الترمذی، ابواب الصوم، باب ما جاء في الصائم يذرع الفیء، الحديث: ٧١٩، ص ١٧١٧.

تنبیہ: اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ اُن سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ ۱: بھول کر کھایا یا پیاجامع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاد دلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاد دلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ (5) ”ردالمحتار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۱۹. (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاد دلانے کا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کر لے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کر لے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔ بعض مشائخ نے کہا جو ان کو دیکھے تو یاد دلادے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جو ان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں، بلکہ قوت وضعف (6) (یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری۔) کا لحاظ ہے، لہذا اگر جو ان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاد دلانا واجب۔ (1) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۰.

(ردالمحتار)

مسئلہ ۳: منکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چلی مینے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے گھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یا دھواں اور اگر خود قصد دھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یا دھواں، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سلگتی تھی، اُس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں ہٹے پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور ہٹے پینے والا اگر پیے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (2) ”ردالمحتار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۰. وغیرہما (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

(2)

مسئلہ ۴: بھری نگلی گلوئی (3) جہاں نگلی گئی ہوئی ہے پہلے اس جگہ کو تیز دھار آلے (استرے) وغیرہ سے زخم لگاتے ہیں، پھر کسی جانور کے سینک کا چوڑا حصہ زخم پر رکھ کر اس کا باریک حصہ اپنے منہ میں لے کر زور سے چوستے ہیں، پھر اس سوراخ کو آٹے وغیرہ سے بند کر دیتے ہیں، پھر جب اکھیڑتے ہیں تو فاسد خون نکل جاتا ہے۔ (انظر: "مرئۃ المناجیح، ج ۳، ص ۱۶۶، و "اشعة اللمعات"، ج ۲، ص ۹۵، ملخصاً) یا تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔ (4)

الجوهرة النيرة، کتاب الصوم، ص ۱۷۹، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب: یکرہ السہر... إلخ، ج ۳، ص ۴۲۱۔ (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ہو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔ (5) "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص ۱۷۸، و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۱۔ (جوہرہ، ردالمختار)

مسئلہ ۶: غسل کیا اور پانی کی خشکی (6) (خشک)۔ اندر محسوس ہوئی یا ٹھکی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری مونہ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اُسے نکل گیا یا دوا کوئی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نکل گیا، مگر تھوک کے ساتھ ہڑ (۷) (ایک دوا کا نام)۔ کا کوئی جو حلق میں نہ پہنچایا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا مونہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ اُتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اُترتا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۱، و "فتح القدیر"، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ج ۲، ص ۲۵۷-۲۵۸۔ (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۷: روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان (2) (تیر یا نیزے کی ٹوک) پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلکی تک زخم تھا، کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان یا کنکری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۲۳۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اُسے پی گیا یا مونہ سے رال ٹپکی، مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اُسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آ گئی بلکہ ناک سے باہر ہو گئی مگر منقطع (4) (نہ ہوتی تھی کہ اُسے چڑھا کر نکل گیا یا کھکار مونہ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳ و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حکم الاستمنا بالکف، ج ۳، ص ۴۲۸۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: کبھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصد انگلی تو جاتا رہا۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما

مسئلہ ۱۰: بھولے سے جماع کر رہا تھا یا دانتے ہی الگ ہو گیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہو گیا روزہ نہ گیا، اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہو گیا ہوا اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونا یا دانتے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۲۴. (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔ (8) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳. (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: غیر سبیلین (۹) یعنی آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ۔ میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں اگرچہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۲۶. (درمختار)

مسئلہ ۱۳: چوپایہ یا مردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو مٹھوا تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۲۷. (درمختار)

مسئلہ ۱۴: احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۲۸، ۴۲۹. اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: "جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔" (4) انظر: پ ۲۶، الحجرات: ۱۲ اور حدیث میں فرمایا: "غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔" (5) "المعجم الأوسط" للطبرانی، الحدیث: ۶۵۹۰، ج ۵، ص ۶۳. اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جنابت (6) (یعنی غسل فرض ہونے) کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب (7) (بے غسل) رہا روزہ نہ گیا (8) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۲۸. مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (9) انظر: "سنن أبي داود"، کتاب الطہارۃ، باب فی الجنب یؤخر الغسل، الحدیث: ۲۲۷، ص ۱۲۳۸. (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: جن جناب یعنی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (10) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی جواز الافطار بالثحری، ج ۳، ص ۴۴۲. (ردالمحتار) یعنی جب کہ انسانی شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم

ہے جو انسان سے جماع کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۷: تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔ (11) "فتح القدیر"، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ج ۲، ص ۲۵۹۔ (فتح القدیر)

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: بخاری و احمد و ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت و بغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہو سکتا، اگرچہ رکھ بھی لے۔" (1) "جامع الترمذی"، أبواب الصوم، باب ما جاء في الإفطار متعمدا، الحديث: ۷۲۳، ص ۱۷۱۸۔ یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کر سکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت و عید ہے رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔

حدیث ۲: ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابو امامہ بابلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں سو رہا تھا، دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے۔ میں نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں، انہوں نے کہا: ہم سہل کر دیں گے، میں چڑھ گیا، جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں پھر مجھے آگے لے گئے، میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور اُن کی باجھیں چری جا رہی ہیں، جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا: "یہ کون لوگ ہیں؟" کہا: "یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کر دیتے ہیں۔" (2) "صحیح ابن حزمہ"، أبواب صوم التطوع، باب ذکر تعليق المفطرين قبل وقت الإفطار... إلخ، الحديث: ۱۹۸۶، ج ۳، ص ۲۳۷۔

حدیث ۳: ابویعلیٰ باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ "اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں، جن پر اسلام کی بنا مضبوط کی گئی، جو ان میں ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے، اُس کا خون حلال ہے، کلمہ توحید کی شہادت اور نماز فرض اور روزہ رمضان۔" (3) "مسند أبي يعلى"، مسند ابن عباس، الحديث: ۲۳۴۵، ج ۲، ص ۳۷۸۔ اور ایک روایت میں ہے، "جو ان میں سے ایک کو ترک کرے، وہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہیں۔" (4) "الترغیب و الترہیب"، کتاب الصوم، الترہیب من افطار شی من رمضان من غیر علم، الحديث: ۳، ج ۲، ص ۶۶۔

مسئلہ ۱: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ (5) (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: کُھ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمباکو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزاء ضرور حلق

میں پہنچتے ہیں۔

مسئلہ ۳: شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نکل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی (۱) (عمرخ اللہ یر میں فرمایا کہ اگر اتنی ہو کہ بغیر تھوک کے مد کے طلق سے نیچے اتر سکتی ہے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اتنی خفیف ہو کہ لعاب کے ساتھ اتر سکتی ہے ورنہ نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ۱۲) مگر منہ سے نکال کر پھر کھائی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔ (۲)

”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۴: روزہ میں دانت اکھڑا یا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگر چہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔ (۳)

”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب: یکرہ السہر اذا خاف فوت الصبح، ج ۳، ص ۴۲۲۔ (رد المحتار)

مسئلہ ۵: کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا یا ہر ہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن (۴) (عورت کی شرم گاہ) کا ہے، شرم گاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل (۵) (یعنی شرم گاہ کا بیرونی حصہ) ہے۔ یوہیں اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نکل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (۶)

”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۳۔ و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرم گاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پاخانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔ (۷)

”الفتاویٰ الہندیہ“، المرجع السابق، و ”الدرالمختار“، المرجع السابق، ج ۴، ص ۴۲۴۔ (عالمگیری، درمختار، رد المحتار)

مسئلہ ۷: مبالغہ کے ساتھ استعجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (۱)

”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۲۴۔ (درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگر چہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرم گاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ (۲)

”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دماغ یا شکم کی تھئی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔ (۳)

مسئلہ ۱۰: حقنہ (4) (یعنی کسی دوا کی حق یا پیکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہو جائے)۔ لیا یا تھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جبکہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصد ہو۔ یوہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اُس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (6) المرجع السابق، ص ۲۰۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا مونہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولاً حلق میں جا رہا روزہ جاتا رہا۔ (7) المرجع السابق، و "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۷۸۔ (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ (8) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مونہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔ (9) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ڈور اٹھا اسے تر کرنے کے لیے مونہ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ ڈورے سے کچھ رطوبت جدا ہو کر مونہ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (1) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۱۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: آنسو مونہ میں چلا گیا اور نگل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے مونہ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استیجا کرنے میں سانس نہ لے۔ (3) المرجع السابق، ص ۲۰۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: عورت کا بوسہ لیا یا چھو یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔ (4) المرجع السابق، ص ۲۰۴ - ۲۰۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: قصداً بھر مونہ قے کی اور روزہ دار ہونا یا دے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر مونہ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر

بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگرچہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگرچہ اس میں سے صر

ف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا اور نہ نہیں۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳،

ص ۴۵۰، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفر (6) (یعنی کڑوا پانی۔) یا خون اور بلغم آیا تو

مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔ (7) "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۴، (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: رمضان میں بلا عذر جو شخص علانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔ (8) "ردالمحتار"، کتاب

الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۹، (ردالمحتار)

ان صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ ۱: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا یا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اگر شرعی (۱) اگر شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو بچھ دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا۔ اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے، کر گزرے گا۔ (۲) اگر چاہے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اُس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑھے گا۔ (۳) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۳۰، ۴۳۶، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا یا قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔ (۴) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۳۱، (درمختار)

مسئلہ ۳: کان میں تیل ٹپکا یا یا پیٹ یا دماغ کی تھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیت روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھالیا یا روزہ کی نیت تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولاً جا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نکل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابل جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ پُوسے یا عورت کا بدن مٹھوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہو گیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہو گیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا، اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی تھی پھر پاگل ہو گئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے، سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کر لیا حالانکہ ڈوبنا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اُس نے روزہ افطار کر لیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔ (۵) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۳۱ - ۴۳۹، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: مسافر نے اقامت کی، حیض و نفاس والی پاک ہو گئی، مجنون کو ہوش ہو گیا، مریض تھا اچھا ہو گیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے توڑ دیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جا رہی۔ کافر تھا مسلمان ہو گیا، نابالغ تھا بالغ ہو گیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔ (۱) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳،

مسئلہ ۵: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافرون میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔ (2) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری، ج ۳، ص ۴۴۱۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: بچہ کی عمر دس سال کی ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (3) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی جواز الإفطار بالتحری، ج ۳، ص ۴۴۲۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی، اگرچہ ضحوة کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آ کر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہو گیا۔ (4) ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۴۱۔ (درمختار)

مسئلہ ۸: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یاد آنے پر فوراً جدا ہو گیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (5) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب بکرة السهر... الخ، ج ۳، ص ۴۲۵۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اُس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کر دے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا، ورنہ ولی پر ضروری نہیں کر دے تو بہتر ہے۔

ان صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

مسئلہ ۱: رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے کہ ادائے روزہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا پانی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصد کھاپی لیا، مثلاً فصد یا پچھتا لیا یا سر مہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو مٹھوایا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصد کھالیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کر لیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہل شہر کا اس پر اعتماد ہو، اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصد کھالیا یا اُس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصد کھالیا تو اب کفارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سنی وہ ثابت

نہ ہو۔ (۱) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۴۲ - ۴۴۶. (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔ (۲) "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰ - ۱۸۱. (جوہرہ)

مسئلہ ۳: مسافر بعد صبح کے نحوہ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کر لی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیت کر کے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۶. (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اُسی دن میں حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن میں ایسا بیمار ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوہیں اگر اپنے کو خمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (۱) "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۱. (جوہرہ)

مسئلہ ۵: وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے اُسے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (۲) "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۶. (عالمگیری)

مسئلہ ۶: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔ (۳) "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰ - ۱۸۱. (جوہرہ)

مجبوری سے مراد اکراہ شرعی ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضرب شدید (۴) (ختم مار) کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، کرگز رے گا۔

مسئلہ ۷: کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔ (۵) "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۰. (جوہرہ)

مسئلہ ۸: تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب اس نے کھانی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔ (۶) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۴۶. (درمختار)

مسئلہ ۹: قے آئی یا بھول کر کھایا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھالیا تو کفارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھالیا تو کفارہ لازم ہے۔ (۷)

"الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حکم الاستمنااء الکلف، ج ۳، ص ۴۳۱. وغیرہ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: لعاب تھوک کرچاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفارہ نہیں، مگر محبوب کا لذت یا معظم دینی (۸) (یعنی بزرگ) کا تبرک کے لیے تھوک نگل گیا تو کفارہ لازم ہے۔ (۹) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا

یفسدہ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحري، ج ۳، ص ۴۴۴۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ اُن میں کفارہ دینا ہوگا۔ (10) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ،

ج ۳، ص ۴۴۰۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۲: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جبکہ سڑا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی جواز الإفطار بالتحري، ج ۳، ص ۴۴۴

۴۴۰۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔ (2) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم،

ص ۱۸۱ و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۵۔ (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھائی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو، نگل لیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔ (3) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۱۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: کچی بھی کھائی یا پستہ یا اخروٹ مسلم یا خشک یا بادام مسلم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھالیا تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلم نگل لیا ہو تو

نہیں، اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (5)

مسئلہ ۱۷: خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، باجرہ، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ

لازم۔ (6) "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۲، ۲۰۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: تیل یا تیل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۵۳۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۹: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اُس نے کھالیا اُس نے خود اپنے منہ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔ (1) (عالمگیری) بشرطیکہ اس کے چپائے ہوئے کو لذات یا تہمک نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہو گئی یا بھول کر کھارہا تھا، نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

(2) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۳۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔ (3) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۵ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مُشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربز، گلکزی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔ (4) "فتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج ۱، ص ۲۰۵۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی مانگا، کسی نے اُسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔ (5) المرجع السابق، ص ۲۰۶۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باری سے بخارا آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کر کے کہ بخارا آئے گا روزہ قصد توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔ (6) (یعنی کفارہ کی ضرورت نہیں۔) یوہیں عورت کو معین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اُس نے قصد روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہو گیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، ج ۳، ص ۴۴۸ (درمختار)

مسئلہ ۲۵: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لوٹڈی غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، توپے درپے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے اگرچہ اُسٹھ رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعد والے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (1) انظر: "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۷۔

و "فتاویٰ الرضویۃ" (الحلیۃ)، ج ۱، ص ۵۹۵ وغیرہما (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۲۶: اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۹۔ (ردالمحتار) یعنی جب کہ دونوں دو

رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔ (3) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، ص ۱۸۲ (جوہرہ)

کفارہ کے متعلق دیگر جزئیات کتاب الطلاق باب الظہار میں انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوں گی۔

مسئلہ ۲۷: آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اُس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لوٹڈی

پر کفارہ واجب ہوگا اور اُس کے موٹی پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (4) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی الکفارة، ج ۳، ص ۴۴۷۔ (ردالمحتار)

روزہ کے مکروہات کا بیان

حدیث ۱ و ۲: بخاری و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بُری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔“ (5) ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم، الحدیث: ۱۹۰۳، ص ۱۴۹ اور اسی کے مثل طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳ و ۴: ابن ماجہ و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی و دارمی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے رات میں قیام کرنے والے ایسے کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔“ (1) ”سنن ابن ماجہ“، ابواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی الغیبة والرفث للصائم، الحدیث: ۱۶۹۰، ص ۲۵۷۸۔ و ”السنن الکبریٰ“، کتاب الصیام، باب الصائم... الخ، الحدیث: ۸۳۱۳، ج ۴، ص ۴۴۹۔ اور اُسی کے مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۵ و ۶: بیہقی ابو عبیدہ اور طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”روزہ سپر ہے، جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔“ (2) ”المعجم الأوسط“، باب العین، الحدیث: ۴۵۳۶، ج ۳، ص ۲۶۴۔

حدیث ۷: ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔“ (3) ”المستدرک“ للحاکم، کتاب الصوم، باب من أفطر فی رمضان ناسیا... الخ، الحدیث: ۱۶۱۱، ج ۲، ص ۶۷۔

حدیث ۸: ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روزہ دار کو مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہو کر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی، بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا: جوان تھے۔“ (4) ”سنن ابی داؤد“، کتاب الصیام، باب کراهیة للشباب، الحدیث: ۲۳۸۷، ص ۱۴۰۰۔

حدیث ۹: ابوداؤد و ترمذی و عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے بے شمار بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزہ میں مسواک کرتے دیکھا۔ (5) ”جامع الترمذی“، ابواب الصوم، باب ما جاء فی السواک للصائم، الحدیث: ۷۲۵، ص ۱۷۱۸۔

مسئلہ ۱: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ ۲: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ (6) "الدرالمختار"،

كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۵۳، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کر لیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ ۳: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ (1) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۵۳، (درمختار)

مسئلہ ۴: بلا عذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جبکہ اس کی حاجت ہو۔ (2) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد ما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۵۳، (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوستا روزہ میں مطلقاً (3) (یعنی چاہے انزال و جماع کا ذرہ ہی نہ ہو۔) مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔ (4) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: فيما يكره للصائم، ج ۳، ص ۴۵۴، مباشرت

فاحشہ یہ ہے کہ مرد اپنا آلہ، عورت یا مرد کی شرمگاہ سے، یا عورت، عورت کی شرمگاہ سے بغیر کسی مائل کے سس کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: گلاب یا مشک وغیرہ سوگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سر مرہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سر مرہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مُشت (5) (یعنی ایک مٹی۔) داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجہ اُولیٰ۔ (6) "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۳، ص ۴۵۵، (درمختار)

مسئلہ ۷: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے خُرکی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔ (7) "البحر الرائق"، كتاب الصوم، باب

ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ۲، ص ۴۹۱، مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر مسواک چبانے سے زبانی چھوٹیں یا زہر محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنا چاہیے۔ (الفتاویٰ الرضویۃ (الجدیدۃ)، ج ۱۰، ص ۵۱۱، ملخصاً) (عامۃ کتب)

اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: فصد کھلوانا، کھچنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ غروب تک مؤخر کرے۔ (1) "الفتاویٰ الہندیۃ"، كتاب الصوم، الباب الثالث، فيما يكره للصائم وما لا يكره، ج ۱، ص ۱۹۹، ۲۰۰

مسئلہ ۹: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر مونہ پانی لے اور وضو غسل کے علاوہ ٹھنڈ پھینچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا پینٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا پینٹنا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔ (2) المرجع السابق، ص ۱۹۹، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، مطلب فی حدیث التوسعة علی العیال والاعتکال یوم عاشوراء، ج ۳، ص ۴۵۹، وغیرہما (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: پانی کے اندر (3) (مثلاً نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت) ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثالث فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج ۱، ص ۱۹۹، (عالمگیری) یعنی اور دنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کوزہ وردیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: مونہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔ (5) المرجع السابق، وغیرہ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔ (6) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج ۳، ص ۴۶۰، (درمختار) یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کر دیں کہ روزے ادا کر سکیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔ (7) المرجع السابق، ص ۴۶۱، (درمختار) جب کہ کھڑا ہونے سے اتنا ہی عاجز ہو جو باب صلاۃ المریض میں گزرا۔

مسئلہ ۱۴: سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔ (8) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الثالث، فیما یکرہ للصائم وما لا یکرہ، ج ۱، ص ۲۰۰، (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان غالب نہ ہو افطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور اُبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب فی حدیث التوسعة علی العیال... إلخ، ج ۳، ص ۴۵۹، (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: ایک عادل کے قول پر افطار کر سکتا ہے، جب کہ اس کی بات سچی مانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوہیں مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ چلنے کا رواج ہے، اس پر افطار کر سکتا ہے، اگرچہ توپ چلانے والے فاسق ہوں جب کہ کسی عالم محقق

توقیت وان محتاطی الدین کے حکم پر چلتی ہو۔ (2) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب فی جواز الإفطار التحری، ج ۳، ص ۴۳۹، وغیرہ

آج کل کے عام علما بھی اس فن سے ناواقف محض ہیں اور جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ یو ہیں سحری کے وقت اکثر جگہ نقارہ بجاتا ہے، انھیں شرائط کیساتھ اس کا بھی اعتبار ہے اگرچہ بجانے والے کیسے ہی ہوں۔

مسئلہ ۱۷: سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے اذان شروع کر دیتے ہیں، بلکہ جاڑے کے دنوں میں تو بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یو ہیں بول چال سُن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔ (3) (ردالمحتار مع زیادة)

مسئلہ ۱۸: صبح صادق کورات کا مطلقاً چھٹایا سا تو اں حصہ سمجھنا غلط ہے، رہا یہ کہ صبح کس وقت ہوتی ہے اُسے ہم حصہ سوم باب الاوقات میں بیان کر آئے وہاں سے معلوم کریں۔

سحری و افطار کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔“ (4) ”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب ركة السحور من غیر ایجاب، الحدیث: ۱۹۲۳، ص ۱۵۰۔

حدیث ۲: مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن عساکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔“ (5) ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب فضل السحور... إلخ، الحدیث: ۲۵۵۰، ص ۸۵۳۔

حدیث ۳: طبرانی نے کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت اور شید اور سحری میں۔“ (1) ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۶۱۲۷، ج ۶، ص ۲۵۱۔

حدیث ۴: طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتے، سحری کھانے والوں پر رُزود بھیجتے ہیں۔“ (2) ”الإحسان بحریب صحیح ابن حبان“، کتاب الصوم، باب السحور، الحدیث: ۳۴۵۸، ج ۵، ص ۱۹۴۔

حدیث ۵: ابن ماجہ و ابن خزیمہ و بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سحری کھانے سے دن کے روزہ پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔“ (3) ”سنن ابن ماجہ“، أبواب ما جاء فی الصیام، باب ما جاء فی السحور، الحدیث: ۱۶۹۳، ص ۲۵۷۸۔

حدیث ۶: نسائی باسناد حسن ایک صحابی سے راوی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سحری تناول فرما رہے تھے، ارشاد فرمایا: ”یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی تو

اسے نہ چھوڑنا۔“ (4) السنن الكبرى للنسائي، كتاب الصيام، باب فضل السحور، الحديث: ۲۴۷۲، ج ۲، ص ۷۹۔

حدیث ۷: طبرانی کبیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین شخصوں پر کھانے میں انشاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں، جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔“ (5) المعجم الكبير، الحديث: ۱۲۰۱۲، ج ۱۱، ص ۲۸۵۔

حدیث ۱۰۶۸: امام احمد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سحری کُل کی کُل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔“ (6) (المسنَد للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ۱۱۰۸۶، ج ۴، ص ۲۶۔) نیز عبد اللہ بن عمر و سائب بن یزید و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں آئیں۔

حدیث ۱۱: بخاری و مسلم و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔“ (7) (صحیح البخاري، كتاب الصوم، باب تعجيل الإفطار، الحديث: ۱۹۵۷، ص ۱۵۳۔)

حدیث ۱۲: ابن حبان صحیح میں انھیں سے راوی، کہ فرمایا: ”میری اُمت میری سنت پر رہے گی، جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔“ (8) (الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الصوم، باب الإفطار و تعجيله، الحديث: ۳۵۰۱، ج ۵، ص ۲۰۹۔)

حدیث ۱۳: احمد و ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ”میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔“ (1) (جامع الترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في تعجيل الإفطار، الحديث: ۷۰۰، ص ۱۷۱۶۔)

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں یحییٰ بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ”تین چیزوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔“ (2) (المعجم الأوسط، الحديث: ۷۴۷۰، ج ۵، ص ۳۲۰۔)

حدیث ۱۵: ابو داؤد و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔“ (3) (سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، الحديث: ۲۳۵۳، ص ۱۳۹۸۔)

حدیث ۱۶: امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔“ (4) (جامع الترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء من تعجيل الفطر، الحديث: ۷۴۷۰، ج ۵، ص ۳۲۰۔)

حدیث ۱۷: ابو داود و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔“ (5) ”جامع الترمذی“، ابواب الصوم، باب ما جاء ما يستحب عليه الإفطار، الحديث: ۶۹۶، ص ۱۷۱۵۔ ابو داود نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَ عَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ.

(6) ”سنن أبي داود“، كتاب الصيام، باب القول عند الإفطار، الحديث: ۲۳۵۸، ص ۱۳۹۸.

حدیث ۱۸: نسائی و ابن خزیمہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ”جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اسے بھی اتنا ہی ملے گا۔“ (7) ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فصل فيمن فطر صائما، الحديث: ۳۹۵۳، ج ۳، ص ۴۱۸.

حدیث ۱۹: طبرانی کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام شپ قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔“ (1) ”المعجم الكبير“، الحديث: ۶۱۶۲، ج ۶، ص ۲۶۱.

اور ایک روایت میں ہے، ”جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر دُرو بھیجتے ہیں اور شپ قدر میں جبرئیل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔“ (2) ”کنز العمال“، كتاب الصوم، الحديث: ۲۳۶۵۳، ج ۸، ص ۲۱۵.

اور ایک روایت میں ہے، ”جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیسا نہ ہوگا۔“ (3) ”شعب الإيمان“، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳۶۰۸، ج ۳، ص ۳۰۵ - ۳۰۶.

بیان اُن وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

حدیث ۱: صحیحین میں اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں حمزہ بن عمر و اسلمی بہت روزے رکھا کرتے تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: ”چاہو رکھو، چاہے نہ رکھو۔“ (4) ”صحیح البخاری“، كتاب الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، الحديث: ۱۹۴۳، ص ۱۵۲.

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں سو لھویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے۔ ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انھوں نے ان پر۔“ (5) ”صحیح مسلم“، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر في الشهر رمضان... الخ، الحديث: ۲۶۱۵، ص ۸۵۷.

حدیث ۳: ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک کبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ”اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا۔“ (6) ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ما جاء في الرخصة في الإفطار للجلبي والمريض، الحديث: ۷۱۵، ص ۱۷۱۷۔ (کہ اُن کو اجازت ہے کہ اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کر لیں)۔

مسئلہ ۱: سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوف ہلاک و اکراہ و نقصان عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ (7) ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۲۔ (در مختار)

مسئلہ ۲: سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔ (1) ”الدر المختار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۳۔ (در مختار)

مسئلہ ۳: دن میں سفر کیا تو اُس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا، اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آکر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔ (2) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعتذار التي تبيح الافطار، ج ۱، ص ۲۰۶ - ۲۰۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسافر نے ضحوة کبریٰ سے پیشتر اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔ (3) ”الحوہرۃ النيرة“، کتاب الصوم، ص ۱۸۶۔ (جوہرہ)

مسئلہ ۵: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دانی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔ (4) ”الدر المختار“ و ”رد المحتار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۳۔ (در مختار، رد المحتار)

مسئلہ ۶: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادموں کا دمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (5) ”الحوہرۃ النيرة“، کتاب الصوم، ص ۱۸۳ و ”الدر المختار“، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج ۳، ص ۴۶۳۔ (جوہرہ، در مختار)

مسئلہ ۷: ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم نا کافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ

اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (6)

”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۴۔ (ردالمحتار) آج کل کے اکثر اطباء اگر کفر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابل اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں۔

مسئلہ ۸: باندی کو اپنے مالک کی اطاعت میں فرض اُرض کا موقع نہ ملے تو یہ کوئی عذر نہیں۔ فرض ادا کرے اور اتنی دیر کے لیے اُس پر اطاعت نہیں۔ مثلاً فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے گا تو کام چھوڑ دے اور فرض ادا کرے اور اگر اطاعت کی اور روزہ توڑ دیا تو کفارہ دے۔ (۱) ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۴۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عورت کو جب حیض ونفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔ (۲) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار الّتی تبيح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حیض ونفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔ (۳) ”الحوہرة النيرة“، کتاب الصوم، ص ۱۸۶ (جوہرہ) مگر چھپ کر کھانا اوّلیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔

مسئلہ ۱۱: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصان عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔ (۴) ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار الّتی تبيح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔ (۵) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۲۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔ (۶) المرجع السابق۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفل روزے ہو گئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

حدیث میں فرمایا: ”جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔“ (۷) ”المسند“ للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ۸۶۲۹، ج ۳، ص ۲۶۶۔

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض و مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اُسی رمضان کے روزے ہیں۔ (۱) ”الدرالمختار“، کتاب الصوم،

فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۵۔ (درمختار)

مسئلہ ۱۵: خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے

ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۵ (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کر جانا واجب ہے اور عہد نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۶، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار الّتی تبيح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقہ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیت اس وقت جاری ہوگی، جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوہیں اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہو سکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔ (4) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷، (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا، مثلاً دس قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد پانچ پر قادر ہوا تھا کہ انتقال ہو گیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۶۷ (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (6) انظر: "فتح القدیر"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۲، ص ۲۷۹ (علمہ کتب)

مسئلہ ۲۰: اعتکاف واجب اور صدقہ فطر کا بدلا اگر ورثہ ادا کر دیں تو جائز ہے اور اُن کی مقدار وہی بقدر صدقہ فطر ہے اور زکوٰۃ دینا چاہیں تو جتنی واجب تھی اُس قدر نکالیں۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱ (درمختار)

مسئلہ ۲۱: شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی ناب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱، وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں (3) (سر دیں) میں رکھ سکے گا تو اب افطار کر لے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۱

مسئلہ ۲۳: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقہ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعتذار الی تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک (6) (یعنی مالک بنادینا) شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔ (7) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲ وغیرہ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: قسم (8) (قسم کے کفارے میں تین روزے ہیں۔) یا قتل (9) (یعنی قتل خطا کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔) کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں اور روزہ توڑنے یا ظہار (10) ظہار کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔ (انظر: "التنف فی الفتاویٰ"، کتاب الصوم، ص ۹۳ - ۹۴) کا کفارہ اس پر ہے، تو اگر روزہ نہ رکھ سکے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔ (11) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعتذار الی تبیح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۷۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کر سکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اُسے بقدر ضرورت افطار کی اجازت ہے اور ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل روزہ قصد شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کر کے اس کے ذمہ کوئی روزہ ہے، شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے، اب اگر فوراً توڑ دیا تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ (2) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۲۔ (درمختار)

مسئلہ ۲۸: نفل روزہ قصد نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آگیا، جب بھی قضا واجب ہے۔ (3) المرجع السابق، ص ۴۷۴۔ (درمختار)

مسئلہ ۲۹: عیدین یا ایام تشریق میں روزہ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں، نہ اُس کے توڑنے سے قضا واجب، بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔ (4) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۴۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا جائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوة کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے

اور اس میں بھی عصر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔ (5) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۵ - ۴۷۷ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التي تبيح الإفطار، ج ۱، ص ۲۰۸۔ (عالمگیری،

درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے یہ قسم کھائی کہ اگر تو روزہ نہ توڑے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس کی قسم سچ کر دے یعنی روزہ توڑ دے اگرچہ روزہ قضا ہو (6) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۶۔ اگرچہ

بعد زوال ہو۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۲: اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوة کبریٰ کے قبل روزہ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔ (1)

"الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۷۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۳: عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منت و قسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لیے تو شوہر توڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے یا شوہر اور اُس کے درمیان جدائی ہو جائے یعنی طلاق بائن دیدے یا مرجع ہو جائے ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے، بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی بے اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۷۔ (درمختار،

ردالمختار)

مسئلہ ۳۴: باندی غلام بھی علاوہ فرائض کے مالک کی اجازت بغیر نہیں رکھ سکتے۔ ان کا مالک چاہے تو توڑوا سکتا ہے۔ پھر اُس کی قضا مالک کی اجازت پر یا آزاد ہونے کے بعد رکھیں۔ البتہ غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا تو کفارہ کے روزے بغیر مولیٰ کی اجازت کے رکھ سکتا ہے۔ (3) المرجع السابق، ص ۴۷۸۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۳۵: مزدوری یا نوکرا اگر نفل روزہ رکھے تو کام پورا داند نہ کر سکے گا تو مستاجر یعنی جس کا نوکر ہے یا جس نے مزدوری پر اُسے رکھا ہے، اُس کی اجازت کی ضرورت ہے اور کام پورا کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں۔ (4) "ردالمختار"، کتاب

الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۷۸۔ (ردالمختار)

مسئلہ ۳۶: لڑکی کو باپ اور ماں کو بیٹے اور بہن کو بھائی سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزہ نفل سے منع کر دیں، اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت کرے۔ (5) المرجع السابق،

ص ۴۷۸۔ (ردالمختار)

روزہ نفل کے فضائل

(۱) **عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔**
حدیث ۱: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (6) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام فی عاشوراء، الحدیث: ۲۶۶۶، ص ۸۶۰۔

حدیث ۲: مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلاۃ اللیل ہے۔" (1) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۲۷۵۵، ص ۸۶۶۔

حدیث ۳: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دے کر جستجو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ عاشورا کا دن اور یہ رمضان کا مہینہ۔ (2) "صحیح البخاری"، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲۰۰۶، ص ۱۵۶۔

حدیث ۴: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا، ارشاد فرمایا: یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی، یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا، لہذا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود بھی روزہ رکھا اور اُس کا حکم بھی فرمایا۔ (3) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲۶۵۸، ص ۸۵۹۔ (اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عز و جل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست و محبوب ہے کہ وہ نعمت خاصہ یاد آئیگی اور اس کا شہرہ ادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ﴾ (۱۳، ابراہیم: ۵) "خدا کے انعام کے دنوں کو یاد کرو۔" اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھڑکون سادہن ہوگا، جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے طفیل ہیں اور یہ دن عید سے بھی بھڑکنا انہیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پھر کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا کہ ﴿فِيهِ وُزِّلَتْ﴾ ("صحیح مسلم"، کتاب الصیام، الحدیث: ۲۷۵۰، ص ۸۶۵) اس دن میری ولادت ہوئی۔ ۱۲ امتہ)

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابوقحادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مجھے اللہ (عز و جل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔" (4) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر... إلخ، الحدیث: ۲۷۴۶، ص ۸۶۵۔

(۲) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔

حدیث ۱۰۶ تا ۱۰۷: صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں ابوقحادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے، کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحدیث: ۲۷۴۶، ص ۸۶۵۔ اور اس کے مثل سہل بن سعد و ابو سعید خدری و عبد اللہ بن عمرو زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پہنچی وطبرانی روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے، مگر حج کرنے والے پر جو عرفات میں ہے، اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ (2) ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۶۸۰۲، ج ۵، ص ۱۲۷۔ کہ ابو داؤد و نسائی و ابن خزیمہ و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ (3) ”سنن أبی داؤد“، کتاب الصیام، باب فی صوم یوم عرفة بعرفة، الحدیث: ۲۴۴۰، ص ۱۴۰۴۔

(۳) شوال میں چھ دن کے روزے

(4) (بھتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگا تار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے، جب بھی حرج نہیں۔ ۱۲ مہ)

جنہیں لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔

حدیث ۱۲ و ۱۳: مسلم و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی و ابویوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔“ (5) ”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ايام من شوال اتباعا لرمضان، الحدیث: ۲۷۵۸، ص ۸۶۶۔ اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۱۴ و ۱۵: نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد و طبرانی و بزار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا، کہ جو ایک ٹیک لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔“ (6) ”السنن الکبریٰ“

للسنن، کتاب الصیام، باب صیام ستة ايام من شوال، الحدیث: ۲۸۶۰ - ۲۸۶۱، ج ۲، ص ۱۶۲ - ۱۶۳۔

حدیث ۱۶: طبرانی اوسط میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔“ (7) ”المعجم الأوسط“، باب المیم، الحدیث: ۸۶۲۲، ج ۶، ص ۲۳۴۔

(۴) شعبان کا روزہ اور پندرھویں شعبان کے فضائل۔

حدیث ۱۷: طبرانی و ابن حبان و معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلّی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافرا و رعداوت والے کو۔“ (1) ”الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان“، کتاب الحظرو الإباحة، باب ما جاء في التباغض... إلخ،

حدیث ۱۸ و ۱۹: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ”میرے پاس جبرئیل آئے اور یہ کہا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب (۲) (عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے، جن کے یہاں بکریاں بکثرت ہوتی تھیں۔ ۱۲ منہ) کے بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔“ (۳) شعب الإیمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحديث: ۳۸۳۷، ج ۳، ص ۳۸۳۔ امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی، اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۲۰: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عز وجل شعبان کی پندرھویں شب میں تحفہ فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں، اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔“ (۴) شعب الإیمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحديث: ۳۸۳۵، ج ۳، ص ۳۸۲۔

حدیث ۲۱: ابن ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اُس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تحفہ فرماتا ہے اور فرماتا ہے: کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔“ (۱) سنن ابن ماجہ، أبواب إقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء فی لیلة النصف من شعبان، الحديث: ۱۳۸۸، ص ۲۵۵۹۔

حدیث ۲۲: ام المومنین صدیقہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔ (۲) جامع الترمذی، أبواب الصوم، باب ماجاء فی وصال شعبان بمرضان، الحديث: ۷۳۶، ص ۱۷۲۰۔

(۵) **ہر مہینے میں تین روزے خصوصاً ایام بیض تیرہ، چودہ، پندرہ۔**

حدیث ۲۳ و ۲۴: بخاری و مسلم و نسائی ابو ہریرہ اور مسلم ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔ (۳) صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام البیض ثلاث عشرة... إلخ، الحديث: ۱۹۸۱، ص ۱۵۵۔

حدیث ۲۵ و ۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔“ (۴) ”صحیح مسلم“،

ص ۸۶۵۔ اسی کے مثل قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۲۷ و ۲۸: امام احمد و ابن حبان و ابن عباس اور بزار موطا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔“ (5) ”مسند البزار“، مسند علی بن طالب، الحدیث: ۶۸۸، ج ۲، ص ۲۷۱۔

حدیث ۲۹: طبرانی میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ”جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔“ (6) ”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۶۰، ج ۲۵، ص ۳۵۔

حدیث ۳۰: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ، پندرہ کو رکھو۔“ (7) ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة ایام من کل شهر... إلخ، الحدیث: ۷۶۱، ص ۱۷۲۲۔

حدیث ۳۱: نسائی نے ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کو نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشوراء اور عشرہ ذی الحجہ اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔ (1) ”سنن النسائي“، کتاب الصیام، باب کیف یصوم ثلاثة ایام من کل شهر... إلخ، الحدیث: ۲۴۱۸، ص ۲۲۴۳۔

حدیث ۳۲: نسائی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایام بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے، نہ سفر میں، نہ حضر میں۔ (2) ”سنن النسائي“، کتاب الصیام، باب صوم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بأبی هو وامی... إلخ، الحدیث: ۲۳۴۷، ص ۲۲۳۹۔

(۶) پیر اور جمعرات کے روزے۔

حدیث ۳۵ و ۳۳: سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔“ (3) ”جامع الترمذی“، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحدیث: ۷۴۷، ص ۱۷۲۱۔ اسی کے مثل اسامہ بن زید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۶: ابن ماجہ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے، اس کے بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا: ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، مگر وہ دو شخص جنہوں نے باہم جدائی کر لی ہے، ان کی نسبت ملائکہ سے فرماتا ہے: ”انھیں چھوڑو، یہاں تک کہ صلح کر لیں۔“ (4) ”سنن ابن ماجه“، أبواب ما جاء في الصیام، باب صیام يوم الاثنين و الخميس، الحدیث: ۱۷۴۰، ص ۲۵۸۰۔

حدیث ۳۷: ترمذی شریف میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

پیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ (5) "جامع الترمذی"، أبواب الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الاثنين و الخميس،

الحديث: ۷۴۵، ص ۱۷۲۰.

حدیث ۳۸: صحیح مسلم شریف میں ابوقادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پیر کے دن روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا: "اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔" (6) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر... إلخ، الحديث: ۲۷۵۰، ص ۸۶۵.

(۷) بعض اور دنوں کے روزے۔

حدیث ۳۹: ابویعلیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو چہار شنبہ اور پنج شنبہ کو روزے رکھے، اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی۔" (1) "مسند أبي يعلى"، مسند عبد الله بن عمر، الحديث: ۵۶۱۰، ج ۵، ص ۱۱۵.

حدیث ۴۰ تا ۴۲: طبرانی اوسط میں انھیں سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے چہار شنبہ و پنج شنبہ و جمعہ کو روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔" (2) "المعجم الأوسط"، الحديث: ۲۵۳، ج ۱، ص ۸۷.

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ "جنت میں موتی اور یاقوت و زبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی۔" (3) "المعجم الأوسط"، الحديث: ۲۵۴، ج ۱، ص ۸۷.

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، کہ "جوان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے، بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (4) "شعب الإيمان"، باب في الصیام، صوم شوال والأربعاء والخميس والجمعة، الحديث: ۳۸۷۲، ج ۳، ص ۳۹۷.

مگر خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حدیث ۴۳: مسلم و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو، ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہو گیا تو حرج نہیں۔" (5) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب کراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ،

الحديث: ۲۶۸۴، ص ۸۶۱.

حدیث ۴۴: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس کے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔" (6) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب کراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ۲۶۸۳، ج ۳، ص ۸۶۱.

اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے، "جمعہ کا دن عید ہے، لہذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے قبل یا بعد روزہ رکھو۔" (7) "صحیح ابن

عزیمہ"، کتاب الصیام، باب الدلیل علی ان يوم الجمعة يوم عید... إلخ، الحديث: ۲۶۶۱، ج ۳، ص ۳۱۵.

حدیث ۴۵: صحیح بخاری و مسلم میں محمد بن عباد سے ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا؟ کہا: ہاں، اس گھر کے رب کی قسم۔ (8) "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب کراہیۃ إفراد یوم الجمعة... إلخ، الحدیث: ۲۶۸۱، ص ۸۶۰.

منت کے روزہ کا بیان

شرعی منت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔
 (۱) ایسی چیز کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادت، مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہو سکتی۔
 (۲) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہذا وضو و غسل و نظر مصحف کی منت صحیح نہیں۔

(۳) اس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(۴) جس چیز کی منت مانی وہ خود بذاتہ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منت مانی تو منت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(۵) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔ (1)

"الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۸.

مسئلہ ۱: منت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے منت صحیح ہو گئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے ایک مہینہ نکلا مہینے بھر کا روزہ واجب ہو گیا۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی الکلام علی النذر، ج ۳، ص ۴۸۲ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۹. (رد المحتار)

مسئلہ ۲: ایام منہیۃ یعنی عید و بقر عید اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں تیرہویں کے روزے رکھنے کی منت مانی اور انھیں دنوں میں رکھ بھی لیے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہو گئی۔ (3) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ج ۳، ص ۴۸۱ - ۴۸۳ وغیرہ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: اس سال کے روزے کی منت مانی تو ایام منہیۃ چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے بدلے کے اور دنوں میں رکھے اور اگر ایام منہیۃ میں بھی رکھ لیے تو منت پوری ہو گئی مگر گنہگار ہوا۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ ایام منہیۃ سے پہلے منت مانی اور اگر ایام منہیۃ گزرنے کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اس سال کے روزے کی منت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے سے منت پوری ہو گئی کہ یہ سال ختم ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے اور

رمضان سے پہلے اس سنہ کے روزے کی منت مانی تھی تو رمضان کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔

اور اگر منت میں پے در پے روزہ کی شرط یا نیت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے، اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے تھے، ان سب کا اعادہ کرے اور اگر ایک سال کے روزے کی منت کی تو سال بھر روزہ رکھنے کے بعد پینتیس یا چونتیس دن کے اور رکھے یعنی ماہ رمضان اور پانچ دن ایام ممنوعہ کے بدلے کے، اگرچہ ان دنوں میں بھی اُس نے روزے رکھے ہوں کہ اس صورت میں یہ نا کافی ہیں۔ البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پے در پے رکھوں گا تو اب ان پینتیس دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اگر پے در پے نہ ہوں گے تو سرے سے پھر رکھنے ہوں گے، مگر ایام ممنوعہ میں نہ رکھے بلکہ سال پورا ہونے پر پانچ دن علی الاطلاق رکھے۔ (1) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم،

مطلب فی الکلام علی النذر، ج ۳، ص ۴۸۲ - ۴۸۴۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: منت کے الفاظ میں یمین (۲) (حم۔) کا بھی احتمال ہے، لہذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

(۱) ان لفظوں سے کچھ نیت نہ کی نہ منت کی نہ یمین کی۔

(۲) فقط منت کی نیت کی یعنی یمین ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

(۳) منت کی نیت کی اور یہ کہ یمین نہیں۔

(۴) یمین کی نیت کی اور یہ کہ منت نہیں۔

(۵) منت اور یمین دونوں کی نیت کی۔

(۶) فقط یمین کی نیت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے اور چوتھی صورت میں یمین ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور یمین دونوں ہیں، پوری نہ کرے تو منت کی قضا دے اور یمین کا کفارہ۔

(3) "تنویر الأبصار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۴۔ (تنویر الابصار)

مسئلہ ۵: اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایام منہیہ ہیں تو اُن میں روزے نہ رکھے، بلکہ اُن کے بدلے کے بعد میں رکھے اور رکھ لیے تو گنہگار ہو مگر منت پوری ہو گئی اور اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں، بلکہ منت ماننے کے وقت سے اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہ رمضان کے روزوں کی منت مانی اور رمضان آنے سے پہلے انتقال ہو گیا تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیت واجب ہے۔

اور اگر کسی معین مہینے کی منت مانی، مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضرور ہے، وہ مہینہ اونٹیس کا ہو تو اونٹیس روزے اور تیس کا ہو تو تیس اور ناغہ نہ کرے پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (1) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۴، ۴۸۶ وغیرہ (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک مہینے کے روزے کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں، اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ انتیس ہی کا ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی روزہ ایا م منہیہ میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایا م منہیہ میں روزے رکھے تو گنہگار تو ہوا ہی، وہ روزے بھی ناکافی ہیں اور پے در پے کی شرط لگائی یا دل میں نیت کی تو یہ بھی ضرور ہے کہ ناعہ نہ ہونے پائے اگر ناعہ ہوا، اگرچہ ایا م منہیہ میں تو اب سے ایک مہینے کے علی الاقوال روزے رکھے یعنی یہ ضرور ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو، جس میں روزہ کی ممانعت ہے اور پے در پے کی نہ شرط لگائی، نہ نیت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے در پے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں، ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے، انھیں حساب کر لے جو باقی رہ گئے، انھیں حیض ختم ہونے کے بعد مصلًا بلا ناعہ پورا کر لے۔ (2)

”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، مطلب فی صوم السن من شوال، ج ۳، ص ۴۸۶۔ وغیرہما (ردالمحتار، رد المحتار وغیرہما)

مسئلہ ۷: پے در پے روزے کی منت مانی تو ناعہ کرنا جائز نہیں اور متفرق طور پر مثلاً دل روزے کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے۔ (3) ”البحر الرائق“، کتاب الصوم، فصل فی النذر، ج ۲، ص ۵۱۹۔ (بحر)

مسئلہ ۸: منت دو قسم ہے۔

ایک معلق کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا یا فلاں شخص سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ ہے۔

دوسری غیر معلق جو کسی چیز کے ہونے، نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ (عزوجل) کے لیے میں اپنے اوپر اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہ واجب کرتا ہوں۔ غیر معلق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معین کرے، مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے، بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لیے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔ (1) (رد مختار)

مسئلہ ۹: اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جمادی الآخرہ میں روزے رکھ لیے اور یہ مہینہ انتیس کا ہوا، اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہوگئی ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں اور تیس کا ہوا تو ایک روزہ اور رکھے۔ (2) ”الدرالمختار“،

کتاب الصوم، مطلب فی صوم السن من شوال، ج ۳، ص ۴۸۷۔ (رد المحتار)

مسئلہ ۱۰: اس رجب کے روزہ کی منت مانی اور رجب میں بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار روزے ہوں یا ناعہ دے کر۔ (3) ”الدرالمختار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۸۹۔ (رد مختار)

مسئلہ ۱۱: معلق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کر سکتا، اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط بائی گئی تو اب پھر رکھنا واجب ہوگا، پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔ (4) المرجع السابق، ص ۴۸۸۔

مسئلہ ۱۲: ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایسا منہیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔ یوہن دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے، البتہ اگر ان میں پے درپے کی نیت کی تو پے درپے رکھنا واجب ہوگا، ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر اور متفرق کی نیت کی اور پے درپے رکھ لیے جب بھی جائز ہے۔ (5) الفتاویٰ

الہندیہ، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۹۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک ساتھ دس روزوں کی منت مانی اور پندرہ روزے رکھے، بیچ میں ایک دن افطار کیا اور یہ یا نہیں کہ کون سے دن روزہ نہ تھا تو لگاتار پانچ دن اور رکھ لے۔ (6) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی مر گیا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہو گیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے اور اس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ یوہن اگر تندرست نے منت مانی اور مہینہ پورا ہونے سے پہلے مر گیا تو اس پر بھی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر رات میں منت مانی تھی اور رات ہی میں مر گیا جب بھی وصیت کر دینی چاہیے۔ (1)

الدرالمختار و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب فی صوم الست من شوال، ج ۳، ص ۴۸۸۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا، اس دن اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو اگر ضوہ کبریٰ سے پیشتر آیا اور اُس نے کچھ کھایا یا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوہن اگر زوال کے بعد آیا یا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کچھ نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس دن کا اللہ (عزوجل) کے لیے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے اور کھانا کھانے کے بعد آیا تو اُس دن کا روزہ تو نہیں، مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہو گیا، مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کا روزہ رکھے۔ (2) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۸ - ۲۰۹۔ وغیرہ (عالمگیری)

(وغیرہ)

مسئلہ ۱۶: یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہو جائے اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا، اُسی دن وہ اچھا بھی ہو گیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔ (3) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الصوم، الباب السادس فی النذر، ج ۱، ص ۲۰۹۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: آدھے دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں۔ (4) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

اعتکاف کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَا تُبَاسِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسْجِدِ ط﴾

(5)

پ ۲، البقرة: ۱۸۷۔

”عورتوں سے مباشرت نہ کرو، جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔“

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رمضان کے آخر عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے۔ (1) ”صحیح مسلم“، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف العشر الاوخر من رمضان، الحدیث:

۲۷۸۲، ص ۸۶۸

حدیث ۲: ابوداؤد انھیں سے راوی کہتی ہیں: مختلف پر سنت (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے جائے، مگر اس حاجت کے لیے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (2) ”سنن ابی داؤد“، کتاب الصیام، باب المعتکف يعود المريض، الحدیث: ۲۴۷۳، ص ۱۴۰۶۔

حدیث ۳: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف کے بارے میں فرمایا: ”وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اُس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے تمام نیکیاں کیں۔“ (3) ”سنن ابن ماجہ“، ابواب ما جاء في الصیام، باب في ثواب الاعتکاف، الحدیث: ۱۷۸۱، ص ۲۰۵۸۳۔

حدیث ۴: بیہقی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کر لیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کیے۔“ (4) ”شعب الإيمان“، باب في الاعتکاف، الحدیث: ۳۹۶۶، ج ۳، ص ۴۲۰۔

مسئلہ ۱: مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل اور جنابت و حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے، آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہذا غلام بھی اعتکاف کر سکتا ہے، مگر اسے مولیٰ سے اجازت لینی ہوگی اور مولیٰ کو بہر حال منع کرنے کا حق حاصل ہے۔ (5) ”الدرالمختار“ و ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۲ - ۴۹۴۔ و ”الفتاویٰ الہندیہ“، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱ (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام و مؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں منجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔ (6) ”ردالمحتار“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۳۔ موضحاً (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبویؐ میں علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پھر مسجد انصاری (یعنی بیت المقدس) میں پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔ (1) "الحوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۸۸، (جوہرہ)

مسئلہ ۴: عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجد بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چوترا وغیرہ کی طرح بلند کر لے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کر لے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (2) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۴، (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۵: اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کر سکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لیا تو اس جگہ اعتکاف کر سکتی ہے۔ (3) المرجع السابق، (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ ۶: خنثی (4) مسجد بیت میں اعتکاف نہیں کر سکتا۔ (5) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۴، (درمختار)

مسئلہ ۷: اعتکاف تین قسم ہے۔

- (۱) واجب، کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔
- (۲) سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں ہو اور بیسویں کے غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کر لیا تو سب بری الذمہ۔
- (۳) ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔ (6) المرجع السابق، ص ۴۹۵، و "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱، (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸: اعتکاف مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہو گیا۔ (7) "الفتاویٰ الہندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱، وغیرہ (عالمگیری وغیرہ) یہ بغیر محنت ثواب مل رہا ہے کہ فقط نیت کر لینے سے اعتکاف کا ثواب ملتا ہے، اسے تو نہ کھونا چاہیے۔ مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کر لو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لیے یاد دہانی ہو۔

مسئلہ ۹: اعتکاف سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں روزہ شرط ہے، لہذا

اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔ (۱) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۶۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہو سکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ (۲) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۶۔ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱۔ (درمختار، عالمگیری) یوہیں اگر ضحوة کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کر سکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیت کر سکتا ہو مثلاً ضحوة کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزہ واجب درکار۔

مسئلہ ۱۱: یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگرچہ اعتکاف کی نیت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آ گیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔

یوہیں اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہو سکتا، بلکہ اب اُس کے لیے خاص اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت بھی پوری کر سکتا ہے۔ (۳) "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۴۹۷۔ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱۔ (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: نفلی روزہ رکھا تھا اور اُس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۱۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کر سکتا بلکہ خاص اُس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔ (۲) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موت شوہر کے بعد منت پوری کرے۔ یوہیں لونڈی غلام کو ان کا مالک منع کر سکتا ہے، یہ آزاد ہونے کے بعد پوری کریں۔ (۳) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا اور مولیٰ نے باندی

غلام کو اجازت دیدی جب بھی روک سکتا ہے اگرچہ اب روکے گا تو گنہگار ہوگا۔ (4) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگاتار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کر کے ایک مہینہ پورا کر لے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو اب اختیار نہ رہا۔ (5) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بھول کر نکلا ہو۔ یوہیں اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھری میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔ (6) المرجع السابق، ص ۲۱۲، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱۔ (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ گرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو و غسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔ (1) "ردالمحتار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دُور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں ایک نزدیک دوسرا دُور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دُور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (2) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱، و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جاسکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔

اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے

اور فرض جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اور اگر کچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ (3) "ردالمحتار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۲۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت ہے۔ (4)
"ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۳، ۵۰۴۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: اعتکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اعتکاف پورا کر کے جائے اور اگر وقت کم ہے کہ اعتکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے پھر سرے سے اعتکاف کرے۔ (1) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۳۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر وہ مسجد گرگنی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (2) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا، اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (3) المرجع السابق (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: عورت مسجد میں معتکف تھی، اسے طلاق دی گئی تو گھر چلی جائے اور اسی اعتکاف کو پورا کر لے۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اگر منت مانتے وقت یہ شرط کر لی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا، مگر خالی دل میں نیت کر لینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔ (5) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲۔ و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ وغیرہما (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۷: پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا، قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہو گیا۔ (6) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۲۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہر حال اعتکاف فاسد ہو جائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصد ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہو گیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (7) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳۔ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: مختلف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔ (۱) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۰: معتکف نکاح کر سکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کر سکتا ہے، مگر ان امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (۲) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳ و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (عالمگیری، درمختار) مگر جماع اور بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱: معتکف نے حرام مال یا نشہ کی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (۳) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳۔ (عالمگیری) مگر اس حرام کا گناہ ہوا تو بہ کرے۔

مسئلہ ۳۲: بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہو سکے تو اعتکاف جاتا رہا اور قضا واجب ہے، اگرچہ کئی سال کے بعد صحت ہوا اور اگر معتوہ یعنی بوہرا ہو گیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔ (۴) المرجع السابق (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: معتکف مسجد ہی میں کھائے پیے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ (۵) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶ وغیرہ (درمختار وغیرہ) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکر الہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔ (۶) "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔ (۷) "الدرالمختار" و "ردالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۶۔ (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر چپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔ (۱) "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۷۔ (درمختار)

مسئلہ ۳۷: معتکف نہ چپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی

قراءت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سیر واذکار اور اولیا و صالحین کی حکایت اور امور دین کی کتابت۔ (2) المرجع السابق، ص ۵۰۸ (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیت صحیح ہے، لہذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تا اعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کر سکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔ (3) "الجوہرۃ النيرة"،

کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۰ و "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۳ - ۲۱۴ و "المختار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۱۰۔ (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یمنین کی نیت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کر لیا تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار ہوا۔ (4) "الفتاویٰ الہندیہ"، کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کر سکتا ہے یعنی جبکہ معلق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کر سکتا ہے۔ (1) "الفتاویٰ الہندیہ"،

کتاب الصوم، الباب السابع فی الاعتکاف، ج ۱، ص ۲۱۴۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: ماہ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہو گیا تو منت ساقط ہوگئی پھر مسلمان ہوا تو اس کی قضا واجب نہیں۔ (2) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقہ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جبکہ وصیت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیت کر جائے اور وصیت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔ (3) المرجع السابق۔ (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف

کرے، مگر لگاتار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور تیس دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تیس دن کا اعتکاف کر لے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے دنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔ (4) ”الحوہرۃ النیرۃ“، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ص ۱۹۰، ۱۹۱ و ”الدر المختار“، کتاب الصوم، باب

الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۱۰۔ (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴۴: اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی کچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معین مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاصل واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف کرے اور علی الاصل واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (5) ”ردالمحار“،

کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۱، ۵۰۳۔ (ردالمحار)

مسئلہ ۴۵: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہو گیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون وبے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے اور ان میں اگر بعض فوت ہو تو کُل کی قضا کی حاجت نہیں، بلکہ بعض کی قضا کر دے اور کُل فوت ہوا تو کُل کی قضا ہے اور منت میں علی الاصل واجب ہوا تھا اور تو علی الاصل (1) (یعنی مسلسل بلا تاخر) کُل کی قضا ہے۔ (2) ”ردالمحار“، کتاب الصوم، باب

الاعتکاف، ج ۳، ص ۵۰۳۔ (ردالمحار)

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَى الْآیَہِ وَالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلَى اَفْضَلِ اَنْبِیَآئِہِ وَعَلٰی الْاِہِ وَصَحْبِہِ وَاَوْلِیَآئِہِ وَعَلٰیہِ
مَعَهُمُ یَا رَحِمَ الرَّاحِمِیْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط

اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں

میر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں۔
فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ .

”مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔“

(”المعجم الکبیر“ للطبرانی، الحدیث: ۵۹۳۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

اپنے اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں شامل کر کے ثواب میں خوب اضافہ کیجئے۔

(۱) تَصَوُّف کے ان مَدَنی اصولوں (الف) تَقْلِيلِ طَعَام (یعنی کم کھانا) (ب) تَقْلِيلِ کَلَام (یعنی کم بولنا) (ج) تَقْلِيلِ مَنَام (یعنی کم سونا) پر کاربند رہوں گا، روزانہ پانچوں نمازیں (۲) پہلی صَف میں (۳) تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ (۴) باجماعت ادا کروں گا (۵) ہر اذان اور (۶) ہر اقامت کا جواب دوں گا (۷) ہر بار کُح اَوَّل وَاخِر دُور و شریف اذان کے بعد کی دُعا پڑھوں گا (۸) روزانہ تَجَدُّد (۹) اِشْرَاق (۱۰) چاشت اور (۱۱) اَدَا اِثْنِیْن کے نوافل ادا کروں گا (۱۲) تلاوت اور (۱۳) دُور و شریف کی کثرت کروں گا (۱۴) روزانہ رات **سُورَةُ الْمُلْک** پڑھوں/سُنوں گا (۱۵) زَبَان پر قفلِ مدینہ لگاؤں گا یعنی فُضُول گوئی سے بچوں گا اور ممکن ہو تو اِس نیتِ خیر کے ساتھ خُرورت کی دُنیوی بات بھی لکھ کر یا اشارہ سے کروں گا تاکہ فُضُول، یا بُری باتوں میں نہ جا پڑوں یا شور و غل کا سبب نہ بن جاؤں (۱۶) مسجد کو ہر طرح کی بددُ سے بچاؤں گا۔ (ماخوذ از: فیضانِ سنت (تخریج شدہ)، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

مأخذ و مراجع کتب احادیث

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف / مؤلف | مطبوعات |
|--------------|-----------------|--|--------------------------------------|
| 1 | الموطأ | امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ | دارالمعرفة، بیروت |
| 2 | المسند | امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ | دارالفکر، بیروت |
| 3 | سنن الدارمی | امام عبداللہ بن عبدالرحمن، متوفی ۲۵۵ھ | باب المدینہ، کراچی |
| 4 | صحیح البخاری | امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ | دارالسلام، ریاض |
| 5 | صحیح مسلم | امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ | دارالسلام |
| 6 | سنن ابن ماجہ | امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ | دارالسلام |
| 7 | سنن أبي داود | امام ابو داؤد سليمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ | دارالسلام |
| 8 | مراسیل أبي داود | امام ابو داؤد سليمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ | دہلی |
| 9 | جامع الترمذی | امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ | دارالسلام |
| 10 | سنن الدار قطنی | امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۲۸۵ھ | مدینۃ الاولیاء، ملتان |
| 11 | البحر الزخار | امام احمد عمرو بن عبدالحق بزار، متوفی ۲۹۲ھ | مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ |
| 12 | سنن النسائی | امام ابو عبدالرحمن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ | دارالسلام |
| 13 | السنن الكبرى | امام ابو عبدالرحمن بن احمد شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ | دارالکتب العلمیہ، بیروت |

| | | | |
|----|---------------------------------|---|-----------------------------------|
| 14 | المعجم الكبير | امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠هـ | دار احياء التراث العربى، بيروت |
| 15 | المعجم الأوسط | امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 16 | المعجم الصغير | امام ابوالقاسم سليمان بن احمد طبراني، متوفى ٣٦٠هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 17 | المستدرک علی الصحيحين | امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوري، متوفى ٣٠٥هـ | دار المعرفه، بيروت |
| 18 | شعب الإيمان | امام ابو بكر احمد بن حسين يهنتي، متوفى ٣٥٨هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 19 | السنن الكبرى | امام ابو بكر احمد بن حسين يهنتي، متوفى ٣٥٨هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 20 | دلائل النبوة | امام ابو بكر احمد بن حسين يهنتي، متوفى ٣٥٨هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 21 | الترغيب والترهيب | امام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي منذري، متوفى ٦٥٦هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 22 | الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان | علامه امير علماء الدين علي بن بلبان فارسي، متوفى ٤٣٩هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 23 | مشكاة المصابيح | علامه ولي الدين تبريزي، متوفى ٤٣٢هـ | دار الفكر، بيروت |
| 24 | كنز العمال | علامه علي مقتي بن حسام الدين هندي برهان پوري، متوفى ٩٤٥هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |
| 25 | فيض القدير | علامه عبدالرؤف مناوي، متوفى ١٠٠٣هـ | دار الكتب العلمية، بيروت |

کتاب فقہ (حتیٰ)

| نمبر شمار | نام کتاب | مؤلف / مصنف | مطبوعات |
|-----------|------------------------|---|---------------------|
| 1 | الجوہرۃ النیرۃ | علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ | باب المدینہ، کراچی |
| 2 | فتاویٰ قاری الہدایۃ | علامہ سراج الدین عمر بن علی حنفی، متوفی ۸۲۹ھ | دار الفرقان، بیروت |
| 3 | فتح القدیر | علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ | کویت |
| 4 | البحر الرائق | علامہ زین الدین بن خیم، متوفی ۹۷۰ھ | کویت |
| 5 | تنویر الأبصار | علامہ تھس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد ترمذی، متوفی ۱۰۰۳ھ | دار المعرفۃ، بیروت |
| 6 | الدر المختار | علامہ علاء الدین محمد بن علی ہسکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ | دار المعرفۃ، بیروت |
| 7 | الفتاویٰ الہندیۃ | ملا نظام الدین، متوفی ۱۱۶۱ھ، وعلمائے ہند | کویت |
| 8 | ردالمحتار | علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ | دار المعرفۃ، بیروت |
| 9 | الفتاویٰ الرضویۃ | مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ | رضا فاؤنڈیشن، لاہور |

لوگوں سے سوال نہ کرنے والے کے لئے بشارات

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ، اللہ عز و جل کے محبوب، داتاے طبیب، مخزنہ عنین الغیب مصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ تَكْفَلُ لِيْ اَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا، وَ اَتَكْفَلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ.))

یعنی ”جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگے، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض گزار ہوئے کہ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگا کرتے تھے۔ (”سنن ابی داؤد“، کتاب الزکاۃ، باب کراہیۃ

السؤال، الحدیث: ۱۶۳۳، ۱۶۳۶)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الفتویٰ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی جو مجھ سے بھیک نہ مانگنے کا عہد کرے تو میں اُس کی چار چیزوں کا مددگار ہوتا ہوں، زندگی تقویٰ پر، موت ایمان پر، کامیابی قبر میں، چھٹکارا حشر میں، کیونکہ جنت ان چار چیزوں کے بعد نصیب ہوگی۔

(”مرآۃ المناجیح“، ج ۳، ص ۶۸)